فریب النسا

فریب النسا

خدا بخش غریب

۱۸۷۰ء

بہ یمن خدای سخن آفرین و بعون بخشش لامضا نسخہ

عجیب داستان غریب یعنی قصہ رمن شاہ درانی کجر کنور و چھبیلیا بھٹیاری موسوم بہ

فریب الفت

حسب فرمائش شاعر جادو بیان سخندان محبت نقش لالہ خدا بخش مؤلف کتاب ہذا

در مطبع واقع لکھنؤ قیصر باغ منشی نول کشور طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان کیا ہین حمد خدائی جہان
...ی چیز ایسی جہا مین نہین
...وہ الحق کہ ایسا ہے ابر کرم
ہوا جبکہ نوبان یہ وہ خشمگین
...نہ ظالم نہ مظلوم پر منحصر
و لیکن یہ لازم ہی ہر شخص کو
...پہر آخر کو اوسکو ہی سب اختیار
...بان قلم ہو روان گر ذرا
...نہی کون یعنے امام الہدا
...شرف اوسکو اللہ نے دیا
...ور امنکے سوا جو ہین تیر خدا

وہان قلم ہی یہان بی زبان
کہ بی نور اوسکے ہو پیدا کہین
تر و تازہ ہی جیسے شاخ قلم
ہوی وقف سیلاب وہ سرزمین
اوسے فکر سبکی ہی مد نظر
رگ دی مین اوسکی کری جستجو

لکھون اوسکا کسطرح اوصاف پاک
اوسی سے منور ہین شمس و قمر
سر رحم آئے تو بے اشتباہ
نہین اوسکا ثانی کوئی دوسرا
جسے چاہے دوزخ مین دیکو وہ جا
کرے دے سے اوسکی شب و روز یاد

کہ وہ نور ہے مین ہون یکمشت خاک
وہی دونو عالم مین ہے جلوہ گر
گدا کو کرے دم مین وہ بادشاہ
کریم و رحیم اور اہل وفا
وہ ہے مالک ملک ہر دوسرا
بشر کو ہی واجب بصد اعتقاد
کریگا مدد وہی روز شمار
تو کچھ لکھون وصف نبی اور ا
کہ اسلام کا ہی وہ دُر یتیم
کہ ہین اشرف الناس خیر الانام
لقب جنکا ہی یہان حسن اور حسین
مراد اوسکی اللہ پوری کرے
نہ ہدا اپنے منہہ سے کسیکو کہین

نعت حضرت رسالت پناہ و ہدایت بہ خلق اللہ بہ پابندی مذہب خود ہا

جہا مین ہین وہ خاتم الانبیا
جسے چاہے بخشا ہی فرجزا
جنہین لوگ کہتے ہین مشکلکشا
صلی اللہ علیہ آلہ اجمعین
...سبات کو

وہ مقبول درگاہ رب کریم
نبوت ہوی ختم اونپر تمام
اونہین کے ہین دونو یہ دو نور عین
رہے اونکا دامان پکڑے ہوکے
شریعت پر نبی وہ قایم رہین

اوسکو ہی دل سے وہ مانتے | جسے یہ تو اپنا ہوں جانتے
چمن میں نمایاں ہزاروں ہیں گل | اوسی نے بنایا ہی سب جز و کل
اوسکا ہی عالم میں نقش و نگار | اوسکے ہی قبضہ میں ہیں نو بہار
اگر اوسکو منظور ہوتا یہی | کہ ہوں ایک مذہب کے پیدا سبھی
تو کرتا وہ اول سے اوسکا شمار | نہ تھا اوسکو حاصل یہ کیا اختیار
مگر عقل کا ہی یہ سب تفرقا | کہ اپنا تو اچھا برا دوسرا

سبب تالیف کتاب و عرض بخدمت اہل سخن

غریب سخن سنج کو ساقیا | شراب معانی کا ساغر پلا
سنیں اہل دانش یہاں سے بیاں | کہ کرتا ہوں حال طبیعت عیاں
کہا دوستوں نے کہ سن ای غریب | کہا نظم کی خوب تو نے عجیب
مناسب ہے اب تو کوئی داستاں | کرے نظم جستے ہوں سب شادماں
وہ بولے تکلف کو کر دے سے دور | چھبلیا کی قصہ کو کچھ لکھ ضرور
غرض جب ہے ارشاد اونکا ہوا | تو ناچار منظور میں نے کیا
ہے اہل سخن سے یہ اب التجا | کہ دیکھیں اگر میری اسمیں خطا
مگر عیب میں جو کہ مشہور ہیں | وہ جو چاہیں اپنی زباں سے کہیں
اسی سے وہ دنیا میں ہیں رو سیاہ | اسی سے ہے بیڑا اونہوں کا تباہ
دعا خواہ ہو دل سے ای کردگار | کسیکا نہ دنیا میں ہوں شرمسار
کہ پینے سے اوسکے ہو حاصل سرور | نہاں حال دل کا کروں کچھ ظہور
چھپا جبکہ اردو میں سورج پوران | ترقی دہ مذہب ہے سدہران
مگر ہندوؤں کی وہ ہی کام کی | لگے غیر مذہب کا کسطرح جی
کیا عذر میں نے کہ ای مہرباں | مجھے فکر دنیا سے فرصت کہاں
کہ ہندی زباں میں وہی داستاں | کرو نظم اردو میں اوسکا بیاں
منگا کر اوسیوقت انسے کتاب | کیا میں نے اردو میں سب انتخاب
براہ عنایت کرم یہ کریں | جہاں رہگیا کچھ ہو اصلاح دیں
نہیں اونکے کہنے کا مجھکو الم | بڑی مہر ہے جسکی نظر دمبدم
غریب اب سے داستاں کر نظر | جہاں تک ہو قصہ کو کر مختصر
نہال سخن بارور ہو میرا | تیرے ابر رحمت سے اے کبریا
ہوا سے خزاں کے نہ پہونچے گزند | جہاں میں رہے تا ابد ارجمند

آغاز داستان چار نگہہ ہونا بادشاہ کا خاکروب سے اور منہہ پھیر لینا اوسکا جانب بادشاہ سے بسبب نہونے اولاد کے اور فقیر ہونا بادشاہ کا اوس غم میں

پلا مجکو ساقی مے لالہ رنگ | کہ دل ہی خمار جدائی سے تنگ
لکھی اسطرح اوسنے یہ داستان | جو ہندی میں ہے کر گیا یہ بیان
ہنرمند ذی فہم اور نیکنام | زمیں پر وہ تھا منتل ناکام
زر و ملک و لشکر سے تھا باغ باغ | مگر دل پہ رکہتا تھا لڑکے کا داغ
سر راہ کمرے میں کرسی بچھا | ہوا جلوہ گر اوسپہ فرمانروا
دو چار آکے شاہ جہاں سے ہوا | پھرا منہہ کو اور اوسنے تیوری چڑھا
تھہنڈے دیکھا جو ماجرا | مہتر [illegible] ان رہا
مگر مے وہ ہو جسکے نشہ میں آ | کروں سیر میں شہر دہلی کی جا
کہ تھا شہر دہلی میں اک تاجدار | رعیت نواز اور عالی وقار
سکندر تھا مشہور عالم میں نام | نظر عدل و انصاف پر تھی مدام
دم صبح اکروز شاہ جہاں | محل سے نکلکر بصد عز و شان
قضارا کہیں اوسطرف کو گذر | ہوا ایک مہتر کا اوسوقت پر
ہوا کسطرح پس ہوا تیز گام | بجا لایا شہ کو نہ مجرا سلام
کہا دے ہے مونس غمگسار | ہوا مجسے غمگین یہ کیوں نابکار

سحر کو جو منہ پھیرا دیکھے لب
تردد مین اسکے تہا شاہ جہان
بھلا کسطرح سے سہی پر اوسکو چین
اب آگے نہین ہے کوئی جانشین
سمجھ کر کے یہ دلمین شاہ جہان
فقیرانہ سر پر رکھا اوسنے تاج
لباس فقیرانہ تن پر سجا
کرو تم نہ اِس بات کا کچھ خیال
محلمین ہوا شور یا تم بپا
چلا جانب دشت کو جب وہ شاہ
غرض تھی جو حاضر امیر و وزیر
تب آپسمین ہونے لگا مشورہ
غرض مشورہ جب یہ باہم ہوا
کہ ہم اپنونکی ہی یہ التجا
مناسب تو یہ ہے کہ ای باوفا
نجائے کوئی شہ کے ہمراہ اب
پھر آخر کو وہ غول گہر گہر پھرا
نچل میرے ہمراہ تو ای وزیر
حضور مین آرام پایا مدام
شہا شاہ نے تجکو حاصل ہی کیا
کہا جا کے کر ملک کا انتظام
ہوا حکم جب یہ تو تسلیم کر

تو حاصل ہوا ہے ہو وے لعل و گہر
کہ درمیان آیا اولاد کا ناگہان
نہو جسکے آگے کوئی نور عین
مری عمر یہ تا بو دانی نہین
چلا جانب قصر گریہ کنان
چلا گہر سے وہ چھوڑ کر اپنا راج
یہ آیا خراج مبارک مین کیا
بتانیکے لائق نہین اپنا حال
کہ یارب یہ کیسا ہوا ماجرا
امیر اوسکے ہمرہ چلے بہر آہ
ہوے دفعتاً دام غم مین اسیر
کہ دستور اعظم سی کہئے ذرا
تو دستور اعظم سی سب نے کہا
در فکر ہو جان نثار و نیہ وفا
تو ان سبکو لیکر کے گھر لوٹ جا
مناسب ہی گھر کو چلیں پھر کے سب
مگر ساتھ دستور شہ کے رہا
نہو فکر کے دام مین تو اسیر
چلا جا کسطرح سے اب غلام
بڑائے گا اسمین نہ کچھ مدعا
اعانت کرینگے تیری خاص و عام
حضور سے راہی ہوا اپنے گھر

سو یہ دیکھکر مجھکو غمگین ہوا
کہا بس ہوا مدعا اب حصول
چلا نام دادا کا تو باپ سے
لبس اب گوشہ عافیت لیجئے
لباس شہی تن سے ڈالا اوتار
نظارہ جو محلات نے یہ کیا
وہ بولا کہ اے مونس مہربان
یہ کہکر محل سے وہ باہر ہوا
غرض اوسطرح جب کہ آمد ہوا
روان ہو گئے آگے وہ تہا نامدار
رہی شاہ کے ساتھ دو کوس تک
کرین ہمرہی شاہ کی تا کجا
یہ سنکر وزیر دل افگار نے
کہا کہ تم کچھ نہ پرسش کرو
ہوا جب یہ حکم شہ نامدار
سنی جان نثار و نے جب یہ صدا
گیا جبکہ کچھ دور وہ اوسکے ساتھ
یہ سنتے ہی دستور نے ہاتھ جوڑ
ہوئے ہین شہنشاہ عالم فقیر
کہا یون چلا جاؤن میں گھر کو جو
دعا کر یہ دل سے کہ پیر ورد گار
یہان آ کے سبکو دلاسا دیا

سبب اسکا ادراک مجھے دہی بتا
بجا اوسکا ہونا ہے مجھسے ملول
رہا باپ کا نام بس اپ سے
خیال عدم دلمین کچھ کیجئے
پہن ایک کفنی چلا دلفگار
لگین عرض کرنے کہ اے مہ لقا
کرون میں پہ کیا حال اپنا بیان
کوئی راز دل سے ظاہر ہوا
تو رخ سے امیروں کے رنگ اڑ گیا
لبس پشت جاتے تھے سب دلفگار
گئے پاؤن آخر کو چلنے سی تھک
کھلے اس فقیر کا کچھ ماجرا
کیا عرض خدمتمین جا شاہ سے
نہ ہمراہ مجھ خستہ دل کے رہو
تو بولا وہ دستور سب سے پکار
تو ناچار سب روک کر ایک جا
تو شہ نے کہا اوسسے مل کے ہاتھ
کہا جاؤ نمین کسطرح منہہ کو موڑ
کریگا علاجی یہ کسکی فقیر
تو پھر ملک لشکر کا کیا حال ہو
شتابی ہو شہ کا سرانجام کار
بدستور سب کام سب سے لیا

داستان ٹھہرنا بادشاہ کا ایک درخت کے سایہ مین اور ملاقات ہونا فقیر سے اور واپس آنا شاہ کا شہر کو بموجب ہدایت اوسکے

میری عرض ساقی تو یہ کر قبول
وہ مے دے کہ جو غم ترا سب بھُلا کر
تو شاہ جہان دو رنگ اکچھہ گیا
کیا شہ نے اوسجا یہ اپنا مقام
لگا آہ کرنے کہ یا رب الٰہ
یکایک ہوا ایک وارد فقیر
دوبارہ وہ بولا کہ اے نامدار
وہ بولا کہ از حکم پروردگار
کہ ہوں میں شہنشاہ اس ملک کا
وہ بولا اگر ہے تجھے یہ الم
سنا جبکہ درویش کا یہ کلام
خوشی وہاں دوبارہ ہوئی آشکار
تصدق زر و مال ہونے لگا
عجب جمعی کا سمان بندہ گیا
سحرگاہ اوسنے کیا بار عام

پلا جلد فصل بہاریں ببول
الم دور ہوا اور خوشی دلکو دے
مگر دھوپ سے دل پریشان ہوا
نظر کی بدن پر تو دیکھا تمام
کیا غم نے لڑکے کے مجکو تباہ
کہا کسکے الفت میں تو ہے اسیر
تو ہی اسقدر کسلئے بیقرار
دعا پر فقیروں کا ہے اختیار
خدا نے مجھے مال و زر سب دیا
خداوند عالم کریگا کرم
تو شہ نے کیا اوسکو جھک کر سلام
محلمیں ہوئی اور بھی کچھہ بہار
غم و درد ہر ایک کھونے لگا
کوئی ناچنے کوئی گانے لگا
لئے نذر حاضر ہوئے خاص و عام
غرض پھر خوشی سے وہ شاہجہان

کہ اب دن خرابی کے ہیں گذر
لکھی اسطرح ہے سبھی اب داستان
جو دیکھا تو اک ٹیلہ آیا نظر
سراپا بدن ہے پسینے سے تر
ہوا دل جو شاہ جہان کا ملول
شہنشہ نے دیکھا اوسے اور سنا
یہ سنکر شہنشہ نے غصہ میں آ
سنا جب یہ شہ نے تو حیرت میں آ
فقط ایک اولاد کا ہی الم
سے خانہ اب پہا لیسے تو پھر کے جا
وہاں سے مکانکو وہ اپنے پھرا
گلے سے شہنشہ کی کفنی اوتار
ہوئی منتشر جا بجا یہ خبر
خوشی کی جو تھی دلنشین شہ کے بات
شہنشہ نے سبکو بصد امتیاز
بدستور کرنے لگا عیش وان

گلستان میں ہی جوش گلہائے تر
کہ دستور پھر کر جب آیا یہاں
لگا اوسنے دیکھا وہاں اک شجر
تو رونے لگا دلمیں کچھہ سوچکر
تو فوراً خدا نے دعا کی قبول
ولیکن نہ یا شیخ اوسے کچھہ دیا
کہا دلمیں جو ہی تو کر دیگا گیا
بیان حال دل اپنا سارا کیا
یہی سوچ ہی اور اسکا ہی غم
بر آئیگا دلکا تیرے مدعا
یہاں آکے داخل محلمیں ہوا
کیا زیب سر تاج زرین نگار
کہ داخل محلمیں ہوا تاجور
لگا عیش کرنے وہ فرخ صفات
دیا خلعت و زر کیا سرفراز

تولد ہونا شاہزادہ کا و سامان جشن چھٹی

مے ارغوانی سے بھر کرکے جام
خوشی چار سو سے نمایان ہے آج
ہوئی شہ پہ جب رحمت کردگار
گئے نو مہینے جب اوسکو گذر
حمل سے برآمد ہوا آفتاب
دیا حکم حاضر ہوں خدمتگذار
یہ سُن حکم سلطان عالی وقار

پلا جلد اے ساقی لالہ فام
کسی گلکے کھلنے کا سامان ہے آج
دکھانے لگی شادمانی بہار
تولد ہوا طفل رشک قمر
خجل جسسے گردوں پہ ہی ماہتاب
دکھائیں فلک کو خوشی کی بہار
ہوئے آکے حاضر وہاں جان نثار

کہ ایام غم سب گئے ہیں گذر
عجب حال ہی کردگار جہان
جو تھی بیگم خاص ذی اقتدار
خواصوں نے کی عرض خدمت میں جا
سُنی شاہ نے جب یہ اوسے صدا
کریں جشن شادی کا سب کاروبار
کہا اونسے سلطان ذی شعور

ترقی پہ آئین ہیں شمس و قمر
کرم جب کرے پھر تامل کہاں
اوسی ماہ میں ہو گئی باردار
کہ اے مالک ملک و فرمانروا
کیا سجدہ شکر خالق ادا
کہ پیدا ہوا صاحب تاجدار
ہوا رنج و غم آج سب دلسے دور

خزانوں کو کھول اسوقت در
لٹا او زر و سیم لعل و گہر

یہ دو حکم اب توپخانہ مین جا
سلامی کی توپین چہوٹین جا بجا

رعایا بہی جتنے ہو سب شاد کام
کرین جیسے خرمی کے تمام

ہوئے جمع پہر سب وزیر و امیر
ریاضی نجومی برہمن فقیر

شہنشاہ نے کرکے دربار عام
کیا سبکو انعام سے شاد کام

گئے پانچ دن اسطرح جسسے گذر
چھٹا دن چھٹی کا ہوا جلوہ گر

چھٹی کی ہوئی چار سو دہوم دہام
ہوا جشن شاہی کا سب انتظام

کیا شہ نے تقسیم لعل و گہر
امیروں کو خلعت غریبوں کو زر

زہن شہ ہوا شاہزادہ کا نام
لگا پرورش پانے وہ لالہ فام

کروں جشن شادی کا گر مین بیان
بہت طول ہو جائے یہ داستان

غرض اسسے بہتر ہے اب درگذر
ثنا سے لکہو ذکر علم و ہنر

داستان مکتب نشینی شاہزادہ و شوق ہونا واسطے کہیلنے شکار

کتاب ذرعِ علم سے ساقیا
مصفا مجھے جام مضمون پلا

ملے جتنے ذہن ذکا کو سرور
کچھ اب ذکر علم و ہنر ہے ضرور

بیان اسطرح سے کیا لکھا ہی حال
لگا ساتواں اوسکو جب سال

شہنشاہ نے جشن ترتیب کر
معلم کو سونپا وہ لخت جگر

اور اسکے سوا چند استاد اور
مقرر کئے اور کہا کر کے غور

سکھاؤ اوسے جلد علم و ہنر
کرین تا عزیز اسکو اہل نظر

ہوا حکم جبکہ شہنشاہ کا
اونہون نے بہی مقبول کہنا کیا

بخوبی بتلائے بہت جلد تر
جو شاہونکی لائق ہین علم و ہنر

ہوا جبکہ ہر فن مین وہ بہرہ ور
عقیل و خردمند و صاحب ہنر

تو اک روز پیش خداوند جاہ
کیا عرض سب نے کہ ظل الٰہ

ثنا ہے کہ اک روز شاہ جہان
کرین شاہزادہ کا کچھ امتحان

کہلے جشن تعلیم کا شاہ پر
پسند طبیعت ہو نور نظر

یہ سنکر کے بولا وہ عالیجناب
مری پاس لے آؤ اوسکو شتاب

غرض حسب ارشاد یک نامدار
بلا لایا اوسکو بعز و وقار

ہوا جبکہ حاضر وہ ماہ منیر
سمجھ کر ادب سے شہ بے نظیر

گلے سے لگا کر کیا خوب پیار
کہا تجھ پہ جان پدر ہو نثار

طلب تمکو اسواسطے ہے کیا
کہ جو کچھ پڑھا ہی سنا دو ذرا

سوا اسکے اور جو ہنر یاد ہو
دکھاؤ کہ دل اپنا بہی شاد ہو

یہ سن شاہزادہ نے تسلیم کر
دکھائے سنائے سب اپنے ہنر

جو استاد حاضر تہے اوسکے وہان
مخاطب ہوا اونسے شاہ جہان

کہا ہمنے کوشش بہت خوب کی
سنا اور دیکھا بافراط خوشی

سراپا خوشی کا ہر اک کو دیا
زر و مال دولت سے دامن بھرا

وہ تسلیم کر سب گئے اپنے گھر
زمین شہ وہان پر رہا جلوہ گر

مخاطب ہوا پہر ادہر جبکہ شاہ
تو کی عرض اسنے کہ ظل الٰہ

وہ نہین تو عنایت ہوا سیم و زر
ملا کچھ نہ انعام مجھکو مگر

یہ عنایت ہے کیا اے مرے شہریار
میرا دل ہی اس بات سے بیقرار

کہا ہنسکے سلطان نے اے سیم بر
تمہین کیا عنایت کرون مال و زر

زر و لشکر و قصر و ملک و سپاہ
تمہارے لئے سب ہے اے رشک ماہ

مجھے اسسے اب کیا سروکار ہے
خداوند میرا مددگار ہے

یہ سنکر کے بولا وہ عالی گہر
ملے مجھکو اک اسپ اے دادگر

سوار اسپہ مین ہوکے کھیلون شکار
نہال جوانی کی دیکھون بہار

کہا شہ نے اچھا جو درکار ہو
منگالو اوسے تم کہ مختار ہو

یہ سنکر وہان سے وہ رخصت ہوا
جو درکار تھا وہ طلب کر لیا

بندہا پہر یہ اک شاہزادہ کا تار
لگا دشت مین روز کرنے شکار

داستان عاشق ہونا من شاہ کا چھبلیا بھٹیاری پر اور جانا اوسکے مکانپر اور وصال ہونا اوسے

کدھر ہے تو اسکو دے یہ لفا
لکھون ایکدن کا سنو ماجرا
کھڑی تھی کوین پر کوئی نازنین
طلبگار پانی کی تھی چاہ سے
پڑی شاہزادے کی جسدم نظر
پھر اوس ورکریا نے بناز و ادا
اوتر کر کے گھوڑے سے بس ایکجا
فقط ایک چاکر رہی میرے پاس
رہا چاکری سے جب آیا اوسکے پاس
مکان اور نام اسکا تحقیق کر
کھڑا پھر کے جب وہ چلی اپنے گھر
پڑی ایک بھٹیارن جو اوسکو نظر
کہان اسکا مسکن ہے کیا اسکا نام
پھر اسنکے یہ چاکر باوفا
غرض پھر وہ گھوڑے پہ ہوکر سوار
نہ وسواس کچھ دلمین فرمائیے
کوئی بولی دون چارپائی بچھا
ذرا دیکھنا کون ہے یہ جوان
کہا مہربان اب یہان سے اوٹھے
چھبلیا کو منظور خاطر ہوئی
گیا اسنے چہرہ کو پانی سے صاف
سنا شاہزادیکا جب یہ کلام

لبطے اڑاتا ہوا جلد لا
غلط اسمین ہو پھر نہین ہے ذرا
پھر میر و گل اندام زہرہ جبین
عجب ناز و انداز سے راہ سے
لگی ہنسنے منھہ پھیر کر سیمبر
دل شاہزادہ کو شیدا کیا
گیا بیٹھہ کرسی پہ وہ غمزدہ
دل زار اپنا اسیدم اوداس
ہوا حرف زن اوسے یہ بدحواس
مجھے جلد پھر آکے دیجو خبر
تو پھر تجسس یہ پہونچا اودہر
لگا پوچھنے اوس سے یہ حیلہ کر
مسافر کو اسکا بتادی مقام
گذارش کیا شاہزادے سے جا
چلا جانب خانہ گلعذار
میان او مسافر ادہر آئیے
لگاؤ یہان آکے تم بسترا
لگا لا سے جاکے اے میری جان
میرے حال پر رحم فرمائیے
وہ پانی لئے آپ حاضر ہوئی
کہ راہ سفر سے تھا آلودہ خاک
پلایا وہین سرد پانی کا جام

وہ دارو بلا جسنے ہیں سرورہ
پھر اگھر کو جب کھیل کر شکار
گلستان خوبی مین وہ خوشخصال
نگہ ہر طرف تھی لگاوٹ کے ساتھ
کیا اسکو الفت نے آکر سلام
اسے جب یہ سامان آیا نظر
کہا اور لوگو نسے تم چلئے گھر
ہوا حکم جب شاہزادیکا یہ
کوین پر کھڑی ہے جو یہ نوجوان
یہ سنکر کے وہ چاکر نیکخو
گئی جب سرا مین وہ زہرہ جبین
گھڑا لیکے پانی کا جو خوش خرام
وہ بولی کہ اسکا چھبلیا ہے نام
کہا شاہزادے نے اوسنے وہان
ہوا جبکہ داخل درون سرا
کوئی بولی ہے ہو قصور اب معاف
ہوا جب سرای مین یہ غل جا بجا
کہے کے ہم جب اوٹھی دلربا
اوسے دیکھکر شاہزادہ وہان
کہا اسنے گلی میان کیجیے
پھر اوس سے کہا اے بت دلربا
اور اوس آدمی سے کہا اے میان

محبت کا ہون خودبخود دراجام
رمن نور عین نشہ بامدام
نرگھتی تھی گل کوئی اپنے مثال
تبسم تکلم بناوٹ کے ساتھ
ہوا جان و دل سے یہ اوسکا غلام
رہا راہ چلنے سے خستہ جگر
کرد عیش و آرام گھوڑو کمر
تو راہی ہوئے گھر کو سب کر فرحت
تلاش اسکا کر جا کر چلیئے مکان
گیا جانب دلبر ماہرو
کھڑا ہو رہا راہ مین یہ وہین
گئی اسطرح سے زن لالہ فام
سرا مین مسافر کا کرتی ہے کام
مرے ساتھ چل وہ سرا ہے جہان
تو یہ نغمہ بھٹیاریون نے کیا
مکان شکل آئینہ رکھتی ہون صاف
چھبیلی کی تب سانے سن یہ کہا
بچھا چارپائی کو اوس مسکرا
ہوا چارپائی پہ جلوہ کنان
جو ہو اور درکار لے لیجیے
ذرا پانی پینے کو ٹھنڈا سا لا
لگا دو سیجئے آپ گھوڑا یہان

پھری کہاس لیٹی پھر وہ ڈال دو
سُنا شاہزادی نے جب یہ سوال
مسافر فقط آدمی دو ہی ہیں
چنبیلی نے یہ جاکے پھر عرض کی
سوا اونکے ہیں دو ہم دم جانور
یہ سن چنبیلی کے پاس پھر وہ گئی
گلوری لگا کر کے دینے آئی اور
کہا پان حاضر ہے یہ لیجیے
اوسے سنتے جب لیگئی سہاس پاس تب
گیا جبکہ کچھ اسکو عرصہ گذر
غرض جب دو بارہ گلوری لگا
چنبیلی چھپا منہہ کو اور مسکرا
کہا ہم تو کہتے ہیں اے جان جان
کہا شاہزادی نے اے مہ جبین
بصد ناز و غمزہ وہ بولی سُنا
ہوا اسکے تم تو مسافر ہو یان
کہا شاہزادے نے اے مہ لقا
کہا گر یہی شرط ہے تو میان
کہا شاہزادے نے ہی یہ قبول
لگایا گلے سے کیا خوب پیار
یہ جو نکلی بجوشے یہ دیکھی او بہار
ملا بعد ازان جب لئے ملن
ہلا پھر دو جا بوس و کنار
رہا دو گھڑی تک یہ جلسہ نہان

کہ آرام پاوے یہ اسپ انکو
کمر بند سے اشرفی دی نکال
سو یہ اشرفی لیکے ہم کیا کرین
کہ ہین آپکے ساتھ کے آدمی
کرو اسکا سامان تم جلد تر
بیان کی حقیقت جو کچھ تھی سُنی
رکا یا ہی تونے مکان میں جسے
خوشی سے اسے نوش جان کیجیے
تو افزون ہوئی اونکی خوش رنگی ساس
بولا کہ چنبیلی کو وہ فتنہ گر
گئی لیکے پیش زمن مہ لقا
یہ بولی کہ مقدور میرا ہے کیا
تکلف کا موقع نہیں ہے یہان
ہو نقش الفت تیرا دلنشین
مجھے خانگی کسبی سمجھے ہو کیا
مقام آج پایا اور کل ہی دن
کلام مبارک بجا ہے تیرا
خدا کو قسم کہا کے دو دو بیان
بحق محمد و آل رسول
پلنگ پر لٹا کر کیا دل نثار
دبا اوسکے جوبن کی لوٹی بہار
ہوئی مست سی وہ سیم تن
گیا ایک نے ایک پر دل نثار
جدا ہوکے پھر آئے شاہزادہ جہان

ہوئی اسسے فارغ وہ جب لالہ فام
گئی لیکے جب اوسکو وہ سہاس پاس
یہ پوچھا تو ہوتا کہ اے مہربان
کہا شاہزادے نے اوسے وہین
نیچے اشرفی سی جو کچھ اور زر
ہوئی شادمان دلمین تب پرزال
چنبیلی نے سُنکر گلوری لگا
یہ سُنکر کے پان اسنے اوسنے لیلیا
تصور وہین دلمین اوسنے کیا
لگی کہنے اوسکی کہ اے مہ لقا
کہا شاہزادے نے اے میری جان
غلامی کا پیشہ ہی مان باپ کے
یہ سُنتے ہی وہ نازنین باوفا
تمنا یہی ہے دل زار کی
بہو بیٹیونکا نہیں ہے یہ کام
لگا کر کوئی تمسے دل کیا کرے
مگر ہمتو ساکن ہیں اس شہر کے
رہو شہر دلی میں تم جب تلک
غرض جب یہ قول و قسم ہو گیا
کہا اوسنے کتنا کہ ٹھہرو ذرا
گل نو شگفتہ سے پردہ اوٹھا
دکہا کے ہاتھ گردن مین اوسنے بھی ڈال
غریب اب رہا دیکھ کے اسکو حال
ملا دم سے بولا کہ اے جان نثار

گیا غرض طیار ہو گیا طعام
کہا اوسنے اوسسے کہ اے سبز پوش
کرین کہانا طیار کتنا میان
فقط تین ہین اے بت مہ جبین
وہ تیرا ہے سب اے خجستہ سیر
لگی ہنسکے کہنے کہ اے نونہال
اور اوس شاہزادی کی نزدیک آ
زر سرخ اک اور اوسکو دیا
چنبیلی یہ عاشق ہوا مرد وا
دیے آ اک گلوری اوسے اور چل
ذرا بیٹھ جا جلیہ بلائی یہ یان
مین ہون کسطرح اوسنے ادب سے لیے
پلنگ پر گئی بیٹھ چپکے سے جا
لگائین گلے سی کرین جی خوشی
کرین ہر کسی سے سلام و پیام
سمجھ بوجھ کے کون عم کر برے
تمھین چھوڑکے کہان جا بیٹھیے
ہمارے مکان پر رہو تب تلک
بغل مین تب اسنے لیا اسکو دبا
مگر جو تمہین شاہزادے نے آ
دیا اسنے غنچہ کو اوسمین چھپا
ریاض تمنا سے ہوکر نہال
بہت فحش بکنے سے کیا ہی حصول
کرو جلد طیار اب اہلوار

پھر اوس دم چھبیلی سے کہنے لگا
کہ جاتے ہیں اب گھر کو اے مہ لقا

دم صبح آؤنگا پھر اے صنم
مکرر یہ کہہ بات کا دلمیں غم

وہ بولی کہ خاصہ جو طلب ہے
یہ کیا اوسنے کہا نہیں بھولنا ہے

کہا اسکو آپ اب تمنا دل کریں
تمنائے دل ملکی سب ہم کریں

یہ کہہ اور گھوڑے پہ ہو کے سوار
سوئے قصر راہی ہوا تاجدار

ہوا پھر تو معمول اوسکا مدام
کہ کرنا اونسے زور او سیجا یہ شام

داستان بدنام ہونا شاہزادیکا عشق چھبیلی میں اور تدبیر ہونا واسطے شادی کے

کہاں ہے تو اے ساقیٔ مہ جبین
کہ ہے چرخ اب درپئے بغض و کین

صبوحی وہ دے جسکو دل پہر [illegible]
بلا سے اگر اسمیں بدنام ہوں

ہوئی مشتہر چار سو یہ خبر
چھبیلی کا عاشق ہوا تاجور

دم صبح اوٹھ کر کے جاتا ہے وہ
پھر شام تک عیش اوڑاتا ہے وہ

امیروں نے آخر کیا مشورہ
کہ دستور اعظم سے کہنا پڑا

نہیں شاہزادیکو دنیا یہ زیب
کہ ہوں ایک بازاری پر فریب

یہ تجویز کر ایکدن سب نے جا
جو دستور اعظم تھا اوسسے کہا

کہ دہلی کے مابین ہے اک سرا
وہاں ہے تھیٹر والی اک خوش ادا

ہیں شاہزادہ ہی مایل اودھر
وہیں روز رہتا ہے وہ جلوہ گر

وہاں صبح سے شام کرتا ہے وہ
دم عاشقی اوسکے بھرتا ہے وہ

بیان کرتے ہیں اسلئے صاف صاف
کہ ہے یہ ریاست کے بالکل خلاف

سنی جبکہ دستور نے یہ خبر
لگا سوچنے دلمیں وہ پُرہنر

کروں شاہ سے کسطرح میں بیان
نمونہ ہے آفت کی یہ داستان

اگر چپ رہوں تو ہے یہ بھی خیال
کہ شاید کھلے بادشہ پر یہ حال

تو اوسوقت ہوں مبتلائے بلا
چھپانا قیامت کا ہے سامنا

مناسب ہے پیش شہ ذوالمنن
گذارش کروں جلد کی حال من

غرض ایکدن شاہ سے اسنے جا
کہا عرض خدمت میں ہی کچھ شہا

جو ہو عفو جرم اور خون ہو معاف
تو کچھ عرض بندہ کرے صاف صاف

کہا شاہ نے کونسی ہے وہ بات
کہ جسکا تجھے غم ہے اے نیکذات

خطادار تو ہو اگر سر بسر
کروں خوف سے تیرے میں درگذر

ہوا حکم جب اسطرح شاہ کا
تو دستور نے ماجرا سب کہا

سنی شاہ نے جبکہ یہ داستان
رقم جسکا میں کر چکا ہوں بیان

یہ سنکر ہوا خشمگین شہریار
کہا میرے آگے سے جا نابکار

بجا ہے کروں قتل گر بیحیا
مگر عفو کی میں نے تیری خطا

کر اب بندوبست اسکا اے بیشعور
وگرنہ سزا دونگا تجھکو ضرور

سخن جبکہ دستور نے یہ سنا
بجا لاکے تسلیم راہی ہوا

امیروں رئیسوں کو کرکے طلب
کہا کیا کریں اسکی تدبیر اب

کہ جیسے رہیں جسپہ احتشام
زنانے خواہیں ہی چھبیلی کا نام

یہ کی عرض سب نے کہ اے خیرخواہ
بند ہے عقد شادیکا تو ہی پناہ

جو پائیگا گھر میں بہت نازنین
تو باہر بجاویگا وہ مہ جبین

ہوئی یہ خبر جبکہ مشہور عام
تو اک ہمنشین نے کیا یہ کلام

جو شادیکا شہزادے کی ذکر ہے
مجھے ایک اوسمیں بڑی فکر ہے

بند ہے عقد شادیکا شاید کہیں
پسند طبیعت نہو وہ حسین

تو پھر کہئے تدبیر اوسکی ہے کیا
مناسب ہے حل ہو جو یہ مدعا

نہ دستور عالم میں ہی یہ کہیں
دکھاوے کوئی پہلے دخت حسین

وزیر جہاندار نے تب کہا
تمہیں فکر اسکی کرو کچھ ذرا

جواب اوسکو سب نے دیا اے وزیر
یہی اسمیں تدبیر ہے بینظیر

جہانتک کہ ہوں شہر میں دلربا
بلائیں اونہیں آپ انجمن میں

یہ ہے حکم اونکو کہ وہ جابجا
کریں جستجو دختر مہ لقا

یہ جاروہ آئیں جس جا نظر
لگاوٹ کریں آپ سے فتنہ گر

اگرین پھر خبر آئے سرکار کو
جب انبار ہو وین تصاویر کے
پسند آئیگی جب کوئی مہ لقا
دیا حکم حاضر ہون سب کٹنیان
دیا حکم تب کار سردار کو
غرض تھے ادہر نقشے لگے جا ادہر
محبت کے نظروں سے دیکھا تمام
ہوا پھر وہ شہزادہ جب خوشخرام
گئے جب گذر اسطرح چند روز
پھر آخر کو دل مین یہ تجویز کر
لیکن پھر دوبارہ وہ پھر تلاش
سر شام کوٹھے پر جلوہ کنان
یہ عالم جو اونکو نظر آ گیا
غرض دوسرے روز ہو کر سوار
اوسے دیکھہ سو جیسے پاگل ہوا
خبردار نے یہ سخن گوش کر
سنی جبکہ دستور نے یہ خبر
غرض وہ مصور جو حاضر ہوا
کیا عرض اوسنے کہ اے مہربان
یہان سے ہے دو کوس پر اک مقام
یہ سنکر کے دستور اعظم نے جا
زمیندار سب ہونگے حاضر یہان

مصور کوئی سات تب اوسکے ہو
جداگانہ رستہ مین چھپیان کریے
سبب ہے عقد نامہ لکھا جائیگا
ہوین جب وہ حاضر کیا یہ بیان
گذر جس جگہہ شاہزادیکا ہو
جدہر روز ہوتا تھا اوسکا گذر
نہ آئی پسند اوسکو اک لالہ فام
تو دیکھا اونہین بھی بخوبی تمام
نظر مین نہ آئی کوئی دلفروز
بلا کٹنیون کو کہا جلد تر
پھرین شہر و دیہات کی آس پاس
نظر آگئی جو اونہین ناگہان
تو نقشہ وہین اوسکا کھینچ لیا
نئے سیر نکلا جو وہ نامدار
کہا ہان یہ نقشہ ہی محبوب کا
وہ تصویر لیجا کے پیش نظر
دیا حکم جاؤ مصور کے گھر
تو دستور اعظم نے اوسسے کہا
زمیندار ہے مالک اک یہان
بیان کرتی ہین اوسکا جو دختر نام
گذارش کیا اسنے یہ ماجرا
یقین ہے کہ حاضر ہو وہ بھی جوان

دکھا دین یہ اوسکو کسی طور پر
گذر شاہزادیکا ہو گا ادہر
وزیر معظم نے ہو کر کے شاد
وہان حکم کی دیر نہی دیر کیا
لگا دیئے نقشے وہان پر تمام
دم صبح جب وہ بر آمد ہوا
ہوا دوسرا روز جب آشکار
نظر مین نہ آئی کوئی مہ جبین
تو دستور کو اک تردد ہوا
کرو جستجو اور تم جابجا
غرض ایک لڑکی زمیندار کی
عجب اوسکی چہرہ کی تھی آب و تاب
شمول اور نقشون کے اوسکو لگا
تماشائی تصویر کرتا وہان
جو ہو اس گل کو نشانے دی مری
کیا عرض دستور کے روبرو
یہ کہنا کہ سرکار نے کی ہے یاد
یہ تصویر کسکی ہے کیا نام ہے
اوسکی یہ لڑکی ہے ناکتخدا
اوسی گانون کا یہ زمیندار ہے
شہنشاہ نے سنکے اس حالکو
تم آنے سی اوسکے خبر دیجیو

اوتارے وہ تصویر رشک قمر
تو سب پر پڑیگی جب اوسکی نظر
کہا بات ہے یہ اپنے حسب المراد
ہزاروں ہی نقشہ ہوئے جمع آ
پسند آئے شاید کوئی لالہ فام
تو نقشے وہ دیکھنے لگے جابجا
عوض اوسکے وہ نقشے لگائے ہزار
کہا ہی چھبیلی کا ثانی نہین
لگے کہنے کیا کیجئے الحذر
روانہ کرو جلد نقشہ بنا
ہوا ہے محبت سے واقف نہ تھی
کہ تھا شرم کہا ہوئے آفتاب
دیا راہ مین شاہزادی کے جا
یہ آیا لگا تھا وہ نقشہ جہان
تو ہو دلکو آرام جی ہو خوشی
کہ مایل ہے اسپر شہ نیک خو
بڑھی چند و کوشش سے پائی مراد
شبستان مین اسکی یہ گلفام ہے
بجز کنور نام ہے مہ لقا
کہ اوسکا بڑا کار اور بار ہے
کہا خیر اچھا سحر ہونے دو
بیان کچھ نہ [illegible] ماجرا کیجیو

داستان شادی قرار پانا شاہزادی کی اور ہونا جشن تقریب لگن

پلا مجھکو ساقی چمن میں وہ پھول
مراد دلی جسسے ہو وے حصول
اوسی سے ہے مذکور یہ داستان
کیا جسنے ہندی مین [illegible] بیان

جب دوسرا دن ہوا آشکار
تو پھر حسب عادت کے وہ نامدار

ہوے آکے حاضر صغیر و کبیر
ملازم تھے جتنے امیر و وزیر

زمیندار بھی آکے حاضر ہوا
بیان جسکا بالا ہوا ماجرا

ہوا حکم اوسکو بلاؤ یہان
کرو راز سربستہ سارا بیان

تجھے اسلیئے یاد ہمنے کیا
برآمد ہو تا اپنا کچھ مدعا

کیا عرض اے شاہ کشور کشا
بھلا میر کرنے کے لائق ہے کیا

خوشی سے جو دیدو بہت خوب ہے
دل و جان سے وہ ہمکو مرغوب ہے

مگر نام ہے تو نشان پاؤنمین
جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن مین

جواب اسنے فوراً دیا اے حضور
جو دینے مین ہو مجھسے کوئی قصور

کہا شہ نے اسسے نہین ہمکو کام
بتائین جو منظور ہو تمکو نام

کہا سن تو اے گوہر نیک ذات
دل و جان سے مان لے میری بات

سنا جب زمیندار نے یہ کلام
کلیجا لیا دونو ہاتھون سے تھام

صلاح اونکی اسبات مین ہے ضرور
نہو تا کوئی اسمین پیدا قصور

یہ کہکر وہانسے وہ آیا ادہر
قبائل جہان اسکے تھے جلوہ گر

یہ بولا کرون تمسے کیا مین بیان
کہا اوسنے دے کچھ تو مجھکو نشان

کہا اوسنے رانی نے اے میری جان
تردد نکر یہ ہے رسم شہان

خداوند کرتے ہین خود ہی طلب
تردد کرو تم ندینے مین اب

یہ سنکر کے رانی بھی وہ دلفگار
چلا جانب خانہ شہریار

تصور یہ کر کے چلا وہ عزیز
ادہر کو جہان تھے وہ اہل تمیز

کہا شادی و غم کا تو ساتھ ہے
مگر آبرو اب ترے ہاتھ ہے

کہا آج دربار مین جو گیا
تو سلطان نے مجھکو بلا یہ کہا

کرو شاہزادے سے منسوب اگر
تو ہو میرے دلبند و نور نظر

کہا اوسنے مین کیا بہلا دون جواب
کہ آتا ہی اسجا یہ مجھکو حجاب

مثل ہے یہ مشہور اے خوشخصال
گو اور میٹی گلے کا ہے اٹک حال

محل سے برآمد ہو شاہ جہان
ہوا اسکے دیوانخانہ روان

ہوا حسب معمول سبکا سلام
حضور شہنشاہ عالیمقام

اوسے دیکھہ دستور عالم نے جا
بیان مالک ملک سے کر دیا

غرض جب وہ حاضر ہوا روبرو
کہا اوسسے سلطان نے اے نیکخو

سنا جب زمیندار نے یہ کلام
ہوا دلمین حیران و ششدر تمام

کہا ہے تمہارے یہان ایک چیز
طلبگار اوسکے ہین ہم العزیز

جواب اوسکا اوسنے دیا برملا
مجھے اوسکے دینے مین ہے عذر کیا

کہا قول پورا اگر تم کرو
تو اوسکا نشان تمکو معلوم ہو

تو پھر کسطرح سے امان پاؤنگا
مکان چھوڑ کے کہان جاؤنگا

کہا اسنے جو حکم ہو آپکا
بجا جان و دل سے اوسے لاؤنگا

وہ لڑکی جو تیری ہے رشک قمر
اوسے شاہزادے سے منسوب کر

کہا اے شہنشاہ ارشاد ہو
تو پوچھون عزیزون سے اسبات کو

کہا شاہ نے جسطرح ہو سکے
میری جلد خاطر کو خرم کرے

مشوش جو رانی نے پایا اسے
کہا کیا تردد ہے کچھ خیر ہے

ہوئی اسطرح سے جو وہ ہمکلام
کہا شاہ عالم کا قصہ تمام

ہمیشہ سے راجونکی سب بیٹیان
شہنشاہ کی ہوتی ہین بیبیان

نہون جسمین ناراض شاہ جہان
وگرنہ بری بات ہے مہربان

خیال آگیا راہ کی درمیان
کہ بیٹے سے یون پوچھہ راز نہان

اسے دیکھکر وہ اوٹھے با ادب
کہ یہ وقت آنیکا کیا ہے سبب

کہا حکم جو ہو وہ لاؤن بجا
کہین آپ کیسا ہے یہ ماجرا

کہ لڑکی تمہاری جو ہے خوبرو
مناسب ہے اوسکو تم اے نیکخو

سو اسواسطے مین بلوایا یہان
ترا مشورہ کیا ہے اے میری جان

مجھے تو یہی اسلئے مرغوب ہے
جو چاہو کرو تم وہی خوب ہے

یہ دونو برابر ہین رکھو جہان
بلا عذر و تکرار دیتی ہین دان

اگر کام پہلے یہ کیجے خطاب
کہ شاہ جہانکو یہ دیجے جواب

نہیں حکم عالی سے انکار ہے
مگر رسم ہندو کی درکار ہے

سلف سے یہ دستور سبکا تہا
کہ تہی رسم ہندو مسلمان جدا

زمیندار یہ سنکے اوسکے کلام
گیا خدمت شاہ مین تیزگام

جو کچھہ حال تہا وہ گذارش کیا
جو اسنے سنا تہا وہ اوسنے کہا

ہوا جب کہ ارشاد شاہ جہان
وہ مجرا ادا کرکے آیا یہان

کہا شاہ نے جو حکم محبوب ہے
ہمین بہی وہی رسم مرغوب ہے

عزیز و اقارب کو کرکے طلب
بیان کر دیا شاہ کا حال سب

کہا اسنے کیا آپکا مشورہ
یہان ہو کہ دہلی مین یہ کتخدا

کیا پہر زمیندار پیش وزیر
کہا ایکجا او نذر روشن ضمیر

وہ بولے کہ ہمکو یہ مرغوب ہے
پسند ہے عقد اگر اسجگہہ خوب ہے

یہ تقریب شادی کی ہووے وہان
سکونت کا میرے جہان ہے مکان

برات آئے سج کر یہانسے وہان
تو شاہ جہان بہی ہو جلوہ کنان

کہا شاہ نے گو مکان دور ہے
مگر اوسکی خاطر بہی منظور ہے

وزیر معظم نے جو کچھہ سنا
وہ سب عرض خدمت مین اوسکے کیا

کہو اونسے جاکر کرے انتظام
یہانکا تعلق تمہارا ہے کام

ہوا جبکہ یہ حکم شاہ جہان
وزیر معظم نے فوراً یہان

اودہر اس زمیندار کی گہر مین جا
سرانجام سارا مہیا کیا

کیا جمع سامان شاہی تمام
دیا حسن خوبی سے سب انتظام

ہوئی بات طرفین سے پایدار
تو شادیکی تاریخ پائی قرار

غرضکہ جبکہ تاریخ وہ آگئی
خوشی ہر طرفسے نمایان ہوئی

وہان سے زمیندار نے تب ادہر
معہ زیور و اسپ و تیغ و سپر

شہنشاہ نے کرکے سبکو طلب
کہا لیجے آج جشن طرب

روانہ لگن کی بطور شہان
ہوئے جسکو سب دیکہکر شادمان

جہانتک برہمن تہے سب بید خوان
لگے کام پوجا کا کرنے وہان

بچہائی پہر اوسپہ با صد وقار
منگا ایک چوکی جواہر نگار

کہجا کرکے آٹے سے چوک ایک جا
کلس اوسپہ پانی کا رکہوا دیا

کہا شاہزادیکو لاؤ یہان
مہیا ہے سامان شادی جہان

ہوئی خواہش شاہزادہ اودہر
تو ثابت ہوا یہ جبیلی کے گہر

طلب شاہزادہ جہان نے کیا
یہ سنتے ہی شہزادہ حاضر ہوا

فرستادۂ شاہ مثل صبا
گیا عرض کی شاہزادے سے جا

برہمن نے چوکی پر اوسکو بٹہا
لگن ہاتھہ پر رکہکے بولا تہا

مبارک تمہین ہو یہ شادی کا روز
سلامت رہے یہ مہ دلفروز

کہا پہر یہ آکر کہ اے مہ لقا
رکہہ آغوش مادر مین تو اسکو جا

اور اوسکی سوا اور برہمن تہے جو
ہمسن نے پوجا کلس گور کو

یہ سنکر کے شہزادۂ نامدار
محلمین گیا وہ خجستہ شعار

دیے انکے آغوش مین رکہہ دیا
مودب کہڑے ہو کے مجرا کیا

کہڑین عورتین تہین دہا جا بجا
مبارک سلامت کی بولین صدا

لیا مان نے اوسکو گلسے لگا
کہا ہو مبارک تجہے مہ لقا

یہان تو یہ تہی خورمی آشکار
سنو اب جبیلی کا احوال زار

داستان روانہ کرنا لونڈی کو جبیلی کا واسطے دریافت حال و اقرار کرا لینا شاہزادے سے واسطے ہمراہی برات کے

پلا ساقیا وہ مے مشکبو
خمار طبیعت کا ٹوٹے سبو

جبیلی نے اسسے یہ کر مشورہ
کہا ایک لونڈی سے او جلد جا

تردد سے دلکو یہ تہی کمال
طلب کس لئے وہ ہوا خوشخصال

قریب مکان شاہ کے دیکہنا
کہ درپیش ہے کیا وہان ماجرا

چلی حسب ارشاد وہ نازنین
گئی قلعۂ شاہ کے جب قرین

تو دیکہا کہ ہین اور ہی رنگ و ڈہنگ
جما ہی خوشی کا ہر اک سمت رنگ

کہین ناچ اور راگ کی تہی صدا
کسی جا پہ نوبت کا جلسہ جما

براتی جلو مین کہڑے خاص و عام
سوار و پیادہ دو رویہ تمام

لکہون کیا جو اوسوقت تہا ازدحام
تماشے کو حاضر تہے سب خاص و عام

خوشی کی غرض بات وہان سر بسر
کنیز چنبیلی کو آئی نظر

کوئی کارفرما جب آیا اودہر
کہڑی تہی خبر کے لئے یہ جدہر

کہا اسنے اوسنے کہ اے نامدار
یہ مجمع ہے کیسا یہ کیا ہی بہار

کہا اوسنے تمکو نہین سوجہتا
خبر ہے آج مانجہا ہے شہزادہ کا

یہ سنکر پہری وہ وہین سے ادہر
چنبیلی کو کی آکے فوراً خبر

یہان تذکرہ تہا یہی ہو رہا
کہ اتنے مین شہزادہ بہی آگیا

چنبیلی نے پوچہا کہ اے شہریار
کہو بائی شادی تمہاری قرار

کہا ہان صنم لوگ کہتے تو ہین
یہ بولی کہ پہر لیچلو گے ہمین

کہا تمکو ہم لیچلینگے ضرور
وگرنہ محبت مین ہوگا فتور

لگین کہے وہان پر ہمین چند روز
بغلمین نہو گی جو تو دلفروز

تو کیونکر بہلا جاین یا بیلی جہان
جہان تو نہو گی مری دلستان

کہا گر یہی بات ہی میریجان
تو دو قول جستے ہو دل شادمان

کہا اے مریجان خدا کی قسم
تجہے ساتہہ لیجاینگے انکے ہم

ہوئی خوش یہ سنکر وہ زہرہ جبین
کہا ہو گیا بس مجہے اب یقین

برہمن نے جو دن دیا تہا قرار
قریب آگئے جب وہ لیل و نہار

لگی ہونے طرز ہنود ان رسوم
مچی ہر طرف تیل بان کی دہوم

لگا شاہزادہ بہی رہنے وہان
محل سے نکلنے کی فرصت کہان

یہانتک کہ منڈوہ کا دن آگیا
(نام رسمیات ہنود ۱۲)
چنبیلی نے لونڈی سے تب یہ کہا

ہوا جبکہ یون اوسنے یہ عرض کر
کہ کیونکر چلے گی یہ لونڈی اودہر

یہ سنکر کے وہ خادم باوفا
کہا شاہزادے سے پیغام جا

وہ بولا کہ کہہ اوس سے اے سیمبر
نہ تو دلمین کچہہ اسکی تشویش کر

برات اپنی جسوقت ہوگی روان
سواری تجہے پہونچے گی بیگمان

سوار اوسپہ تو ہو کے اے گلعذار
مرے ساتہہ چلنا نہ کر انتشار

جلو مین ترے ہوگا سارا جہان
نشان سواری کے جس سے ہو عیان

جواب سخن سنکے وہ باوفا
گئی پاس اونکے کہا ماجرا

چنبیلی نے سنکر کے اوسنے کہا
کہ تو پہر اسی پائون اب لوٹ جا

یہ کہنا اگر اسطرح سے چلون
تو ناحق کو عالم مین مطعون ہون

سوار ہمین ہوگی جو اہل دول
ہنسینگے مجہے اور تمہین سب محل

کرینگے یہ چرچے وہ سب جا بجا
صنم کو چلی بیاہنے آشنا

مناسب ہے اوسکے کہ اے شہریار
جو اونٹونکی ہمراہ ہوگی قطار (یعنے شتر نالہ)

کجاوہ کا جو اونٹ ہو باردار
ملے وہ مجہے اے شہ نامدار

کہ پوشیدہ اوسمین ہو کر سوار
چلون آپکے ساتہہ اے نامدار

سنا جبکہ لونڈی نے اوسنے یہ حال
صبا کیطرح پہر گئی نونہال

کہا شاہزادے سے سب ماجرا
وہ بولا کہ اچہا یہ جی سے کیا

جو منظور خاطر ہی اوسکو بہی
تو کہنا بہت خوب یونہین سہی

داستان روانہ ہونا برات کا اور ہمراہ جانا چنبیلیکا اور فریب دینا شاہزادیکو دہانیر

پلا بہر کے اے ساقی خوش خرام
شراب مصفا سے اک مجکو جام

کہ تا اوسنے ڈنکے دو مشہور ہو
کچہہ احوال شادیکا مسطور ہو

کرون کیا مین سامان شادی بیان
براتی ہوے جمع سب جب وہان

سپاہی جو تہے ہو کے چالاک و چست
پہرے پہر نشانونکی کرکے درست

ہوے جمع ڈیوڑہی پہ سب ایکبار
ہزارون پیادہ ہزارون سوار

کسی جا پہ تہے جمع تختہ [illegible]
کہین ابرقی پہول کی ٹہنیان

کہلونوں کے تختوں کا یکجا ہجوم
غرض سج چکی جبکہ ساری برات
یہ غل تہا کہ جلدی ہو دولہ رواں
دولہن کے ہوئی باپکو یہ خبر
سر رہ ملاقات کی آن کر
سجا تہا جو خوب سے کا وہ مکان
چمنی کا اوسنے کیا انتظام
تماشائیوں کا ہوا ازدحام
وزیروں نے سنتے ہی فوراً اوسکو
کنول اور فانوس روشن ہوئے
قرینہ سے آرائش آگر جمی
بجاتے ہوئے شادیانہ تمام
سلامی کی توپیں چہٹیں جو ادہر
وہاں رسم اول ہوئی وہ ادا
زر و مال و زیور دیا اسقدر
ہوائی نے اپنی دکہائی بہار
سروں میں کہاں تک اب اوسکا بیان
چھبیلی نے دیکہا جو یہ ماجرا
تو بہر چاہ میری ادہم ہو گی کم
تصور یہ کرکے وہ زہرہ جبین
کہا خیر تو ہی نشان دیجئے
کہونگی وہاں سے پہر آکے حال
یہ بولی کہ اے دلبر مہربان

تماشے کی پہونچی تہی گرد دہوم
تو دولہ کو لیکر شہ نیکذات
چلیں جملہ ارباب جلوہ کناں
کہ پہونچی برات آکے نزدیک تر
شۂ نامور سے بصد کر و فر
اوتاری برات اوسنے کے وہاں
پئے لشکر شاہ عالیمقام
بہری راہ تہی اور کوٹہی تمام
برونہ روانہ کیا جلد تر
ہزاروں فلیتہ وہاں جل گئے
وہاں پر تہی کس بات کی بس کمی
ہوئے جلوہ گر بادل شاد کام
برات آئی غل مچگیا یہ ادہر
کہ دروازیکا چار سہلے ہوا
کہ خوش ہو گیا شاہ والا گہر
ستارے کئے آسمان سے نثار
تماشے کا جو لطف حاصل تہا وہاں
کہا اپنے دلسے کہ اے دل بہلا
رہیگا اب مجھے حشر تک اسکا غم
گئی شاہزادیکی اوٹہہ کر قرت
جو تدبیر اوسکی ہو وہ کیجئے
جو تشویش مجکو ہے اے خوشخصال
نہ روکیگا مجکو کوئی بہی وہاں

سواریکا انداز لکہوں ذرا
محل سے برآمد ہوا نامور
چلی اسطرح جسے غرض جب برات
عزیز و اقارب کو کرکے سوار
جو کچہ رسم ملنے کی دنیا میں ہے
ہوا جابجا فوج کا ازدحام
ہوئی شام کو روشنی جابجا
برونہ کی آئی وہاں سے طلب
سواریکا سامان مہیا کیا
جمار وشنی کا وہاں یہ سماں
سوار اور سپاہی قرینہ سے سب
ادہر لیگئے دولہ کو شاہ جہاں
رسائیں رسایں بصد الطفات
پدر نے دولہن کے جواہر بہرن
لگیں چہوٹنے جابجا پہر وہاں
قلعہ نے دکہایا جو اپنا سماں
غرض پہر وہ دولہ وہاں سے پہرا
دولہن شاہزادیکی ہے مہ لقا
کوئی اسکی تدبیر کر اب دلا
کہا شاہزادے نے آ او صنم
کہا حکم ہووے تو جاکے وہاں
کہا شاہزادے نے اے مہ جبین
کہا گئی تجہے دلسے ہی لقا

برابر برابر جما تہا پرا
تصدق گئی سر پہ لعل و گہر
چھبیلی چلی اوٹہ پر بات سات
بہلا پیشوائی کو وہ نامدار
بجا لایا اوسکو وہ فرخندہ پے
ہوئی دیکہہ ہیں شادمانی تمام
وہ تہا ابر قی جو کہ بارہ بندیاں
ہوا حکم لیجاؤ ملکہ کے سب
اوسے خوب سج کر کے جلوہ دیا
زمیں ہو گئی غیرت آسمان
نشانوں کو اپنی لئے باادب
ہوا فیل پر آپ جلوہ کناں
دولہن کے مکاں پر جو پہونچی برات
گئی کشتیاں شاہ کے نذر کیں
پٹارے کہیں اور کہیں چہر چہیاں
پٹے بار کر نیل گئے خنک وہاں
یہاں آکے خیمہ میں داخل ہوا
ہم آغوش اوسنے یہ حسد ہم ہوا
کہ اپنے بہلے ہی سے سبکا بہلا
کہا آئیں کیا دلکو اسے ہے الم
دولہن کو ذرا دیکہہ آؤں یہاں
گذر ہوگا تیرا وہاں پر نہیں
تو مانع تجہے کون ہے نازنین

بس کر کے طیار لایا وہ جب
اوسا دن مشعلوں کی کرا روشنی
دردن محل کیا تیرا کام ہے
ملازم وہانکی ہے یہ کمترین
چھبیلی یہ لیکر جو اندر گئی
خواصونکا چار و طرف ہے ہجوم
کسکے بغلمین دبا پیکدان
کہ اتنے مین دوڑی گئی اک نگار
یہ سنکر کے رانی نے جلدی سے آ
کہا سو رہی ہین دو او نہین جگا
اوسے دیکھکر غش سا آگیا
یہ بولی ہوئی مین نہین بدحواس
انہیں کسطرح سے لگاؤن مین ہاتھ
پنہایا جو زیور اوسے سربسر
ہوے اسکے انکھون سے آنسو روان
کہا غمسے مین ہون نہین شکیبا
کہا اوسنے رانی نے سن تو ذرا
مکان مین ہے عطر جلتا ہی روز
غرض دل گرفتہ وہانسے چلی
یہ کر مشورہ دلسے وہ نابکار
کہا شاہزادے نے ای مہ جبین
یقین ہے کہ دیکھوگے جب تم اوسے
کہا شاہزادے نے حسن العزیز

تو کہین سے دو دستیان طلب
پہن سرخ جوڑا وہان سے چلی
کہان سے تو آئی ہے کیا نام ہے
سنجانے دو مجکو تردد نہین
تو دیکھا پلنگ پر وہ سرو سہی
مکانمین مچی تھی دیانیکی دہوم
کوئی چوکی بہرتی تھی بیٹھی وہان
لیا ماکو دولہن کی اوسنے پکار
کہا لائی کیا ہی بتا دلربا
جو لائی ہو جاکر پہنا دو اونہین
لب فرش ڈلیا کو جا دہر دیا
مگر ہی مجھے اسکا اسوقت پاس
کہ عزت ہی لونڈی کی مالک کے ہاتھ
تو رانی نے اوسکو دیا مال و زر
کہا اوسسے رانی نے ای دلستان
دہوان ہی چراغونکا بس بیشمار
تیرے گہر نہین تیل جلتا کیا
وہ یا شمع ہوتی ہی مجلس فروز
تو پہر راہ مین فکر یہ اوسکی
پریشان کر اپنا سارا سنگار
کہو کیسی ہے وہ بت نازنین
تو فورا گذر جاؤگے جان سے
سمجھ کر کے گر بات ای پر تمیز

کہ اتنے مین گذری وہان نصف شب
گئی در پہ دولہن کے یہ حیلہ کر
یہ بولی کہ لائی ہون پہولونکے ہار
سنا جب کہ اوئے یہ سبنے کلام
عجب شان شوکت سے ہی سو رہی
کوئی اوسپہ مورچہل جہل رہی
جو مالن نے دیکھا وہانکا یہ طور
کہ صاحب ذرا آئی تو ادہر
یہ بولی کہ پہولونکا گہنا سنوار
یہ سنکے مالن گئی جب ادہر
کہا اوسنے رانی نے ای لالہ رو
کہ یہ دختر راجہ نامدار
یہ کہہ اور زیور کو اوسنے اوٹھا
چھبیلی نے وہ مال تو لے لیا
خوشی کا ہے دن ذکر ونکا کیا
سوا انکھونمین وہ جو لگا انگ
یہ بولی خطا ہو میری گر معاف
یہ کہہ اور ڈلیا کو اپنی اوٹھا
کہ ایسی کوئی بات تجویز ہو
گئی بدحواس اپنے گہر کے پاس
کہا کیا کہون اے خجستہ خصال
ہوا دشمنونکا وہان جب یہ حال
بتا حال تو اوسکا ہے کسطرح

چھبیلی نے ڈلیا مین
تو پوچھا کسی نے کہ اے ہیچ
بحکم شہنشاہ عالی وقار
کہا جا کی خیر ہے خوش خرام
چھپکتی ہے آنکھہ اوسے مہتاب کی
کوئی خاص دالان ہی لے وہان کہڑی
تو چپکے کھڑی ہو رہی کرکے غور
یہ مالن ہین تشریف لائین کدہر
دولہن کے لئے لائی ہی جان نثار
جہان سو رہی تھی وہ رشک قمر
ہوئی بدحواس اسقدر کیون ہے تو
ہوئین جفت شہزادہ کامگار
تن نازنین پر سجا جابجا
مگر آتش غم سے دل جلگیا
سبب اسکا تو جلد مجکو بتا
اسی سے ہوئی ہی میری چشم تر
کرون عرض خدمتمین ہین صاف صاف
کہا اب ہون رخصت طلب صاحبو
نہ دیکھے دولہن کو نہ دیکھو
ہوئی پہول ہوئے منہہ کو چہرہ اودا
اوسے دیکھکر یہ ہوا میرا حال
تو پہر زندگانی ہی اپنی محال
پریشان خاطر جو ہی اسطرح

کہا گر یہی بات ہے میری جان
تو کسدن ہون مین فدا سب بیان

پس از مرگ شاہ جہان تخت پر
وہی حکمران ہو وہی تاجور

بہم ملکے سبنے کیا مشورہ
کہ ہوگا پس شاہ یہ بادشاہ

بندہا عقد جسنے تیرا نامدار
کوئی جن ہی اوس دلربا پر سوار

سو اندہا ہوا جبکہ کوئی کشر
وہ بدتر ہے مردے سے اے خوش نظر

کہا شاہزادے نے اے مہ جبین
تجھے اسکا صدمہ ہوا کیون نہین

یہ سن شاہزادہ پریشان ہوا
کہا جانجان پھر علاج اسکا کیا

کہا کوئی تدبیر تو کیجیے
مجھے مشورہ نیک کچھ دیجیے

کہا مالک دو جہان کی قسم
کہینگی جو تو سو کرینگے وہ ہم

اور اسنے کہا کوئی کہتا ہے
یہ بیٹی بندہی تو نہین اے جان ہے

لگا کہنے رو رو کے وہ رشک ماہ
غضب کا ہے یہ آنکھون مین درد آہ آہ

گھڑی چار باقی رہی رات جب
ہوا شاہزادہ وہانسے طلب

غرض شاہزادہ نہائے وہ حال
کول رو دھنا گویا خوشخصال

لگین پوچھنے شاہزادے سے حال
کہا درد کرتی ہین آنکھین کمال

وہان سے اوٹھے چوک پر لیگئے
برہمن وہ سب گرم پوجا ہوئے

لگن کے پھر اگرد پھر سات بار
دولہن اور دولہہ کو باصد وقار

وہانسے وہ جسدم کہ فارغ ہوا
تو پھر دوسری رسم کرنے چلا

سوا اسکے جو رسمیات اور تہین
نہایت خوشی سے ادا سب ہوئین

سحرگہ زمیندار نے باخوشی
مقرر کی دعوت شہنشاہ کی

ہوئی پھر اوسی دہوم مین دہوم اور
کہ گونہ کا بھی ہو گیا ایک طور

زمیندار نے شہ کو رخصت کیا
درو لعل زیور بہت سا دیا

زمانہ کا دستور دیکھا یہی
ولیعہد کو ہے کلاہ مہی

سو ان اہلکارون نے یہ سوچکر
خرابی یہ باندہی کمر سربسر

خدا جانے پیش آئے یہ کسطرح
نہایت سے ہے ظالمین بلا اسطرح

نظر اوسپہ ڈالے جو کوئی بشر
وہ ہو جائے اندہا اوسے دیکھکر

مرے دلکو یہ رنج ہے بیشمار
نہو دشمنونکا کہین حال زار

کہا اک نظر دیکھنے سے یہ حال
ہیرا ہو گیا آئے شہ خوشخصال

کہا کیا بتاؤن مین اے ماہرو
یہ کیونکر کہون ہو نہ تم رو برو

کہا ایک تدبیر ہے بیگمان
مگر تم کروگے نہ اے مہربان

یہ کہہ اور کٹنی کی بیٹی بنا
وہین اوسکے آنکھونکو سبنے کیا

غرض وہ یہ کہکر کے راہی ہوئی
یہ اندہا بنا مفت سرو سہی

یہانکا تو احوال چھوڑا یہان
عنایب اب کرو کچہ اودہر کا بیان

کہ یہانور کی پھر رسم جلدی ادا
کہ سا عشق کا ہے تنگ عرصہ بڑا

کسیکی نظر جو نہ اسپر پڑی
تو دیکھی وہ آنکھون سے ٹیٹی بندہی

یہ سنکر ہوئین پھر وہ سب گرم کار
کیا مال و زر خوب اوسپر نثار

دولہن کو اودہر پالکی پر لا
گرہ باندہ بہلا دیا ایک جا

ہوئی پھوٹکی پھر وہان پر بہار
جسے ایک دینا تہا بخشے ہزار

کہین ہا موئی کو وا کر دیا
دیا اور بتی کہین دین ملا

فراغت ملی شاہزادیکو جب
گیا جانب خیمہ باصد طرب

وہان تین دن تک وہ جلسہ رہا
کہ حشم فلک نے بہی دیکہا نتہا

روانہ ہوئی پھر وہانسے برات
سوئے خانہ شاہ والا صفات

جہیزی جو سامان تہا ہمراہ کر
مرخص کیا شاہ کو جلد تر

داستان واپس آنا برات کا دہلی مین اور بلطفت ہونا شاہزادیکا دولہن سے بسبب بیت دینے چہبیلی کے

مے لالہ گون جلد لا ساقیا
کہ ہے جلسہ شادمانی بپا

ہوا شہر مین غل کہ آئی برات
بہو بیاہ لائے شہ نیک ذات

تماشا تھا یونکا ہوا ازدحام ‌ برات آکے داخل ہوئی وہ تمام
دو دلہن لیکے دولہ محلمین گیا ‌ مبارک سلامت کی آئی صدا
سہرات تک تو رہا جشن عام ‌ ہوا پھر وہان اور ہی انصرام
کہ دولہ کے ہانے بصد انتظام ‌ سجی خوابگہ ایک بالائے بام
مہیا کیا اوسمین سامان عجیب ‌ شراب و کباب و غذائے غریب
کیا خوب دولہن کو آراستہ ‌ مسی اور کاجل سے پیراستہ
پہنا کر کے بہو تونکا گہنا تمام ‌ لباس زری کا کیا انتظام
مکان جو بنا تھا وہ خلد برین ‌ سلانیکو نندین وہان لیگئین
ادہر سے پھر اس شاہزادیکو لا ‌ دیا دونو کو ایک جا پر بٹھا
وہان سے وہ پھر جابجا ہٹ گئین ‌ خواصین کہین اور مہمان کہین
یہان شاہزادیکا دیکھو یہ حال ‌ کہ تکیہ لگا سو رہا خوش خصال
یہ بیٹھی رہی دو گھڑی تک وہان ‌ نہ بولا جب اوسسے یہ کچھ نوجوان
تب اسنے کہا اے مرے مہ جبین ‌ مجھے حکم ہو سو رہون مین کہین
کہا اے مری ماہرو گلعذار ‌ دل زار ہے درد سے بیقرار
سو تم آنکے یا بیٹھے سو رہو ‌ ستر دو نہ کچھ اور دلمین کرو
یہ سنکر وہ منہ کو اپنے لپیٹ ‌ رہی بیٹھی شاہزادی لمبی لیٹ
ہوا جب نمودار روئے سحر ‌ وہ شہزادہ اوٹھکر کے آیا ادہر
محل سے نکلکر ہوا وہ سوار ‌ گیا جانب خانہ خواستگار
نہ بولا نہ کچھ بات دولہن سے کی ‌ یہ بیٹھی جہان پر تھی بیٹھی رہی
ہوا دوسرے روز پھر اتفاق ‌ تو اوسکو نظر آیا وہ ہی نفاق
نت اوسی طرح سے کٹی ‌ کٹی اوس سے بدتر شب دوسری
دولہن کو ہوا اسلیے رنج و تعب ‌ تمنا ہے دل اسکی دلمین ہی سب
غرض تین دن جب آیا نظر ‌ چلا شاہزادہ پھر اوٹھکر ادہر
یہ بولی کہ سنئے تو اے نامدار ‌ یہ لونڈی ہوئی کیون ہی تقصیر وار
زبان سخن کیون نہین کھولتے ‌ خطا میری کیا جو نہین بولتے
کہا درد سے کچھ افاقہ نہین ‌ خطا اسمین تیری نہین اے حسین
یہ کہکر وہان سے وہ راہی ہوا ‌ تلطف ذرا بھی نہ اوسنے کیا

داستان حال دریافت کرنا بجتر کنور کا اپنی ساس سے درباره بے لطفی شاہزادے کی

پلا مجھکو ساقی شراب ‌ کہ جسسے مٹے دلکا پیچ و تاب
شروع اوس سے حاصل ہو الکلام ‌ جو راز نہان ہے وہ اوس سے کہلے
گئے جب گذر اسطرح چند ماہ ‌ ہوئی شاہزادیکو اسکی نہ چاہ
ہوئی اسکو تسکین پیدا کمال ‌ کہا دل سے اپنے کیا ہے حال
گئی ایکدن سوچ کر ساس پاس ‌ پریشان و غمگین و چہرہ اوداس
ادب سے کیا جاکے اوسکو سلام ‌ وہ بولی کہ اے ماہ خوش خصال
کہو کسلیے تم پریشان ہو آج ‌ یہ باعث ہے کیا جو حیران ہو آج
کہا مجھکو تشویش ہے یہ کمال ‌ بتائین اگر آپ کچھ چال
تو اوسکا بیان آپسے مین کرون ‌ جو منظور خاطر ہو اوس رہ چلو
کہا جان میری کر اب بیان ‌ تیرے دلمین ہے جو نہان داستان
کہا ہے عجب شاہزادیکا حال ‌ کہ ہر روز اگر وہ فرخ خصال
پلنگ پر فقط شب کو رہتے ہین سو ‌ بہم دخل کیا گفتگو کچھ جو ہو
اور انکھونکا کھلتا نہین ماجرا ‌ مجھے یہ نیا درد پیدا ہوا
یہ انکھین ہین کیسی کہ مدت ہوئی ‌ جو اچھی نہین منہ نے آتی ہین جی
یہ سنکر کے بولی وہ شیرین زبان ‌ کہ اے سیمتن نازنین جہان
کہا بیٹے تمسے تنہا ایک روز ‌ یہ بہلیا یہ بابل ہے یہ دلفروز
فدا شاہزادی کی اوپر ہی جان ‌ فریب اوسکا کچھ ہوگا اے دلستان
البھر اوسکے گھر مین یہ کرتا ہے روز ‌ سر شام آتا ہے یہان دلفروز

یہ احوال جب سے اونے سنا

کہا آج معلوم مجکو ہوا
یہ کہکر وہان ساس کو کر سلام

اگر ہوں میں لڑکی زمیندار کی
ہوئی جانب قصر خود خوشخرام

تو خود جاکے اونکو میں لادونگی

داستان گوجری بنکے جانا تجر کنور کا پاس شاہزادیکے اور لے آنا نشانی شاہزادہ کے

تامل کچھ اسمین نکر ساقیا
سنی ساس سے جب اوس نے خبر
یہ سنکر کے خادم ہوئی اک روان
کہا اشرفی ایک دینا اوسے
دہیڑی کوئی اور اچھی جما
غرض آپ نے چپکے سے کمر میں جا
تجر دار اندر بجاوے کوئی
کہا آج لائی ہوں میٹھا دہی
ہی آج آئی کہاں سے ہے تو
اگر مجکو پہچانتی ہو نہیں
کہا ہوں بہو آپ کی ایک چھوکر
چلی اب یہ لونڈی تمہاری ہیں
یہ احوال جب ساس نے سب سنا
غرض ہوکے رخصت وہ زہرہ جبین
یہ دیکھ کر لوگ حیران ہوئے
لگے لوگ کہنے یہاں آئیے
اسے کچھ کسی سے نہتی گفتگو
کہا شاہزادے نے اے مہ جبین
نظر اوسکو آئی جو وہ نازنین
چنبیلی نے دیکھا جو یہ ماجرا
ئی بہیجئے آج آئی دہی

اے لالہ گون سبی مجھے دے جگا
تو پھر جلد تدبیر یہ سوچ کر
کیا لا کے ناظر کو حاضر وہان
اور اوس سے یہ کہنا کہ کچھ کام ہے
چبیٹر یا میں رکھکے دی خوش ادا
یعنی ڈولیا ١٢
اوس سیاب کو اپنی تن پر سجا
اور اس حالکو سن نیا وکوئی
ذرا کہانے امیری ساس جی
بتا تو بتا اے مہ خوبرو
کہا اوس نے ہاں ہمنے دیکھا نہیں
ولیکن میرا بخشئے گا قصور
جہاں شاہزادہ ہے مسکن گزین
کہا خیر بہتر ہے اب جلد جا
سرا میں گئی ناز سے نازنین
دہی لے گے دل وجان سے خواہان ہوئے
ہمیں بہی دہی کچھ دئے جائیے
مکان کے چنبیلی کی تہی جستجو
دہی مول لینگے تمہارا ہمین
کہا دل لیے کہتے ہیں ایسے حسین
کہ ہے دل میرے دلربا کا فدا
دہی لو وہی لو مجھے لو سہی

کہ ہے دلکو غم سے بہت پیچ وتاب
کہا کوئی ناظر کو لاؤ بلا
اسے آپ نے چپکے علیحدہ بلا
طلب تجھسے پوشاک گوجر کیا
یہ ارشاد ناظر نے جسدم سنا
دیا حکم ناظر کو یہ بر ملا
یہ کہہ اور دہیڑی کو رکھ اپنے سر
وہ بولی کہ اے دلبر گلرخان
یہ بولی کہ بہتر ہے ابھی یہان
ہوئے جب یہ آپس میں اونکے کلام
رہی آپکو اسکا ہردم خیال
مددگار میرا اگر ہے خدا
ہوا اوسے مجکو سبب آیہ یقین
وہاں جاکے بولی وہ سرو سہی
جسے دیکھتی تہی یہ بھر کے نگاہ
کوئی بولا تشریف ادہر لائیے
غرض جاکے جسدم وہ پہونچی وہاں
یہ سنتے ہی آواز پہونچی قریب
محبت نے دل میں کیا کچھ اثر
کہا گوجری سے کہ اے گوجری
دیا کھول گھونگھٹ ہوئی بیحجاب

جگر بہن رہا ہے بن کباب
ابھی جلد جاکر کے مثل صبا
دیا گوجری کے مکان کا پتا
ضرور ہے دے اے بت دلربا
وہ بس جاکے اوس سے لے آ دیا
تہ پہر کے آن میں جھٹ بہلا
گئی ساس کے پاس وہ حیلہ گر
ترا نام کیا ہے کہاں ہے مکان
تیرے زیر سایہ ہے میرا مکان
تو ہنسکر کیا اوسنے اوسکو سلام
کسی سے کہلے میرا ہرگز نہ حال
تو لاتی ہوں اونکو وہاں سے اوڑا
کہ نقش تمنا ہو کرسی نشین
دہی لو دہی لو دہی لو دہی
اوسیکے جگر سے نکلتی تہی آہ
دہی کا ہمیں مول فرمائیے
یہاں شاہزادہ تہا جلوہ کنان
کہا لیجئے اے مہ دلفریب
تو ششدر ہوا وہ اسے دیکھکر
نہیں دھیان میرا ہے تجکو ذرا
دکہانے لگی حسن کی آب وتاب

تہمین قوم گوجر سے شاید ہی تو
تیری قوم کیا جسکہ یاران ہی تو
رہے جو لہہ چلی یہ تیری نظر
چلے گی نہ مجھسے کوئی تیری چال
جو لینا ہو منظور تو سب لیجیے
کہا شاہزادے نے اے گوجری
مگر جیا نچہ کا آپکو ہے مزہ
ہلا دس سے چال ہو گیا کام ودل
یہ سنکر جھبیلی نے ہوکر خفا
دہی بیچنے کو تو آئی یہان
کہا گوجری نے کہ اے بیجیا
جو لینا دہی ہو تو دو دام کہول
مگر پاس نے آئے یہان اسقدر
سحر گاہ کل اہی سری گوجری
کرینگے سحر تمکو مشہر درہم
کیا دل سے پھر آپنے یہ مشورہ
یہ تجویز کرکے وہ رشک پری
یہ سن شاہزادے نے فوراً اتار
کہ کم ہین صنم ایسے صاحب جمال
یہ ہوتے ہین کم قوم اہیر بان
ہوی گوش زد گوجری کے یہ بات
نہ عیاش ہین ہم نہ بیہودہ گو
تیرا اسمین مطلب بتر سے یہی
دکہا نازو نخرا خریدار کو

کہ غرض ہی گوجری کی ای رشک رو
مسافر کو ٹہگتی ہی یہ تند خو
رہی دیہان جو ربکا اُنکو بہر
نہ ہو بدگمان آنے اہی بدخصال
دہیری نہین میری دیدیجیے
بتادو تو کیا مول اسکا ہی جی
دہی کا میری مول جا تو گیا
جو راہِ محبت مین ہو مضمحل
کہا مول کہرتی ہے تو اپنا کہا
دیا مول کرتی ہی اپنا بیان
سٹرن ہی کہ سودا ابھی ہو گیا
چلے اور کہنے کیون سناتی ہو بول
گرہ مین نہین ہے میرے سیم و زر
لے آنا دہیری جما دوسری
تمہین دینگے قیمت خدا کی قسم
نشانی سے مطلب نکل آئیگا
لگی کہنے دیر اب ہوتی ہے بڑی
گلے سے دیا اوسکو موتی کا ہار
زمانہ مین جنکا نہین ہے مثال
جو دے چار پیسے ہین یہ وہان
کہ نزدیک ہی تہی وہ فرخ صفات
کہ یارون کے خاطر پہرین کو کو
بلا دودہ پانی جما دے دہی
پہنساتی ہین پہندے مین بیدار کو

سنا سخت سستی جو اوسنے کلام
چھکا چارپائی کو کودے مین جا
جب آ ویگی مسافر خوش آمد کرین
جھبیلی سے کرکے یہ دو دو کلام
نہین ہی یہ اب وقت تکرار کا
کہا سن تو تکٹکی لگا کہ اسکے ہین مول
یہ سنکر چہوڑ کے اپنی گہر کی سیان
دو دیکہی رات بہر درد فرقت سے آنکہہ
ذرا سا دہی اور یہ کا مول
ہوئی شاہزادہ یہ کیا تو فدا
یہ کہکر جھبیلی سے اور مسکرا
کہا شاہزادے نے ای رشک حور
مگر مال حاضر ہے لیجائیے
مگر نا خیال اسکا لین ذرا
یہ سن گوجری نے کیا یون کلام
جو ہا تہہ نے آیا اسے وہ لی لیجیے
جو منظور دینا ہو وہ دیجیے
غرض ہار لیکر یہ رخصت ہوئی
ہوئی سنکے اسبات کو وہ خفا
دہی بیچنے کا یہ لیتی ہین نام
کہا بک رہی ہے تو کیا نابکار
جھبیلی نے یہ سنکے پاسخ دیا
اوسے بیچنے لائین بازار مین
چلا اب شاہزادے لیسے کرنا شتاب

کہا مال زادیکا گرہی ہے کام
کرانی ہی کام اپنا ای بیجیا
لگا جب بتا دہی تو دشنام دین
کہا شاہزادے نے ای ذو الکرام
سوا رنج کے کچھہ نہین فایدہ
جو لینا ہو تو دیجیے دام کہول
کہ ہی گوڑ کی خواہش شاہزادے کی
کٹی صبح تک زندگی کا نکہہ کا کہہ
اری باولی جو تہہ اتنا نہ بول
بتا حال دل اپنا مجکو ذرا
کہا شاہزادے سے بہر خدا
دہیری تیری لیونگے سیم و زر
گر وہ گرکے زر کام مین لاؤ
کہ مجکو نہ کچھہ اسکے بدلے ملا
کہ بہتر ہے دیجیے مجکو دام
دہیری ہے اپکے دیر نہ کیجیے
عنایت دہیری نہین کیجیے
جھبیلی سے بولا وہ سرو سہی
کہا آپکو خبط پیدا ہوا
مگر کرتی پہرتی ہین اپنا پیام
طرح مین سمجتے دیکھی چند بار
کہ کہتی ہے کیا مجھسے اے بے حیا
زبانی جمع خرچ اپنا کرین
کہان تو کہان یہ شہ نیک ذات

یہ کہہ کے جو دل میں کچھ آگیا
کہا اوس نے سنتی ہے اے بیچیا
اور الطاف میرا تو اے بیسوا
سُنا شاہزادی نے جب یہ کلام
چنبیلی یہ سُنکر کھڑی ہو گئی
یہاں حسن کا تیرے پامال ہے
حسین ہی بہت اور ہیرا سکا نام
تو سنکر چھوڑ گھر کی گھڑی گوڑ پر میل
تکلف نہیں اسمیں ہے اے خوش خصال
ہوئی جبکہ حاضر وہ آکر پری
کہا ہے جہان پانیتے کی سرا

پلنگ پر گئی بیٹھ عاشق کے جا
بہلا جاہتی ہے گر اپنا ذرا
انہیں شاہزادے سے ہوگا بہلا
چنبیلی سے فرمایا اے لالہ فام
اید ہر خاطر اسکی ہری ہو گئی
بتا تیرے گوجر کا کیا حال ہے
نہیں سا ہی سردار عالیمقام
اوسے آدمی جانئے یا کہ بیل
بیان جو کیا مین نے گوجر کا حال
کہا بات بتلاؤ یہ تو ذری
وہ ہا نیر ہے سکن گرین عاجزہ

ہوا رشک تب گوجری کو کمال
پلنگ پر سے نیچے اوتر نا پکار
لگا کے تھے اور کو لہو مین ڈال
پلنگ پر سے دم بہر کو جاؤ اوتر
کہا شاہزادی نے پہر مسکرا
کہا گوجری نے کہ اے مہربان
مگر سادہ لوحی سے ناچار ہون
رہی رات بہر درد آنکھوں مین رفتہ
یہ کہکر وہاں سے وہ راہی ہوئی
مکان کس محلہ مین ہے آپکا
یہ کہکر کے جلدی سے بہر آئی ہے گہر

کہ تہا اوسکا شوہر وہ فرخ خصال
نہیں تو گرا دونگی مین مار مار
نکلوا دونگی تیل اے بد خصال
پہر آ بیٹہنا یہ تمہارا ہے گہر
کہا اے گوجری دلبر خوش ادا
کہ روان اوسکی صورتکا کیا مین بیان
جو مطلب نہ سمجھے تو پہر کیا کہون
وہاں اور یہاں دلکو رونق فزون
پہر اوس نے پکارا ادہر آؤ جی
ہاں ہے نکا پتا تو بتاؤ ذرا
ہوئی جا کے داخل وہ تکیہ قمر

داستان تلاش کرنا شاہزادیکا سرا مہ پانیتے کی تہیر بعشق گوجری بسبب سادہ لوحی کے

ہلا جلد اسنے غم تیر آتش
ہوئی گوجری جب روانہ اودہر
ہوا افسر عشق کو یہ خیال
سمجھ کر کے یہ دلمین وہ مہ لقا
یہ کلکہ ور گھوڑے پہ ہو کر سوار
یہ جا کر کے پوچھ آ تو آئے ذرا
وہ بولا کہ بوڑہا ہوا مین یہان
غرض دوسرے ہی گیا جب وہ پاس
بہلا اور تجکو کہون کیا جوان
سرا کا پتا تو نہیں ہے کہین
وہان دو گھڑی ن وہ کرکے تمام
پہر وہ بت نازنین مہ لقا

وہ ذار دکھہ ہو لشہ جسکا نہ فاش
دل شاہزادیکو کر نیشتر
کہ معشوق کے ساتھ چلئے وہ چال
چلا ڈہونڈہتے پانیتے کی سرا
چلا چوک کے سیر کو نامدار
کہان پانیتے کی یہان ہے سرا
سُنا اس سرا کا نہ نام و نشان
کہا یہ سرا ہی کیسی اے بدحواس
یہاں کسے تو آیا چلا جا وہان
تجسس بہی اسکا مناسب نہین
محلکو ہوا اپنے پہر خوشخرام
کہ آپنے گو آراستہ خوب سا

کہ روانی کی معشوقکی جستجو
محبت کے لشکر نے جلدی سے آ
کہ تا وہ دل آرام تسخیر ہو
چنبیلی سے بولا کہ اے اے صنم
کہا چوک مین پہر یہ خادم جا
ہوا اوس سے جاکر وہ جب ملتجی
کسی اور سے پوچھہ اے نوجوان
مگر ہان بلا شک وہ ہوگی دکھن
یہ سُنکے آدم پشیمان ہوا
ہوا اسنکے پاس یہ نوجوان
یہان آکے آنکھوں سے ہی ڈلیٹ
یہ کرتی ہوئی اپنے دلسے گمان

پہرون اوسکو مین ڈہونڈہتا جا بجا
دل شاہزادی مین ڈیرہ کیا
محبت کی ہوا آپ وہ راہ جو
ذرا سیر کو چوک جاتی ہون ہم
تماشا یہ بڑا جو ہے دیکھتا
سرا پانیتے کی کہاں ہے جی
کہ وہ جانتا ہو وے شاید یہان
تیرے باپ دادی نے ڈالی جہان
کہا شاہزادی سے حیران ہو
پہرا جانب خانہ گلستان
پلنگ پر گیا جا کے وہ لیٹ
کہ گیا مجھے پیار وہ نوجوان

کئی ناز غمزے سے جب اوسکے پاس
تو دیکھا اوسے طور سے بد حواس

کہا جب یہ اسنے کہ اے مہربان
بھلا سو رہین آج کیسے کہان

یہ سن کے ہو ناچار وہ خوشخصال
رہی سو وہان شرم کہا کر کمال

رہی دو گھڑی تک گھڑی دو پہری
نہ بولا وہ شہزادہ اوس سے ذری

کہا پائنتے سو رہو اے صنم
نہین درد انکھوں کا ہوتا ہے کم

کہا دل سے افسوس و غمگسار
یہ تدبیر آئی نکچھہ اپنی کار

داستان سوار بن کے جانا بجر کنور کا ہمراہ شاہزادہ واسطے شکار کی اور کانٹا لگنا پانو مین

بلادار نے دلربا ساقیا
بہروں نشہ مین جسکے ہین خوشنما

بلایا اسنے ناظر کو اوس سے کہا
لباس اور ہتھیار مردانہ لا

کہ جاؤنگی آج اوس سے ہوکر سوار
مین اپنا بنا بھیس مردانہ وار

کئے لا کے حاضر جو اوسکے حضور
تو خوش ہوگئی وہ سراپا نور

لگائے قرینہ سے ہتھیار سب
کہا پھر یہ خواجہ سرا سے کہ اب

یہ کہہ اور گھوڑے پہ ہوکر سوار
مکان سے سرا کو چلی گلعذار

ملاقات کو اونکے آئین ہین ہم
ذرا رنجہ فرمائین اپنا قدم

درون محل آپ ہین جلوہ گر
کرین ہم خبر کس سے اے نامور

تو ہوگی ملاقات اوس سے یہان
کہ باہر نکلتے ہین وہ بیگمان

کہا خیر ہے گر خبر کر دے جا
نہین کہال کو ڈر ان سے دونگا ڈرا

کہ آیا ہے اسوقت یہان اک جوان
نشہ عشق سے تیور سے اوسکے عیان

عجب طرح کا ہے جوان تندخو
کہ کوڑ لیسے کرتا ہے وہ گفتگو

کہا شہ نے تلوار لا تو اوٹھا
ابھی قتل کرتا ہون مین اوسکو جا

مخاطب ہوا جب وہ آکر ادھر
یہ بولے کہ مجرا ہے اے نامور

کہا اوسنے اے صاحب عز و شان
کہان سے تم آئے وطن ہے کہان

مگر شوق ہے مجکو نخچیر کا
سنا مین نے حضرت کو مجسے سوا

کہ چلکر کرین ہم کسی جا شکار
دکھاوین ہنر آپکو نامدار

کہا آدمی سے کہ گھوڑا نکلوا
وہ خود پیادہ روانہ ہوا

مناسب نہین جو ہون کہین سوار
ہمیں ساتھ پیدل چلے شہریار

گیا جبکہ اوس روز بھی سیم بر
دم صبح اوٹھکے چنچل کے گھر

اور اوسکے سوا ایک ہوار کو
یہ دے حکم جلدی سے طیار ہو

یہ سنکر کے ناظر جلدی سے آ
لباس اور ہتھیار اچھے منگا

ہٹا کر کے سبکو وہان آس پاس
سجا تن پر مردانہ اوسنے لباس

ہوا کا یہان پر نہووے گذر
ہنوں جبتلک قصر مین جلوہ گر

وہان جا کے یہ چاکرون سے کہا
کرو مطلع شاہزادے کو جا

گیا چاکرون نے یہ اوس سے بیان
کہ اسوقت وہ نامدار جہان

کہ سوقت تشریف باہر لائے
سحر گہ و یا شام کو آئے

یہ سنکر اسے طیش جو آگیا
تو کوڑ لیسے چاکر کو پاسنج دیا

یہ سنتے ہی چاکر مخوف ہوا
کیا عرض شاہزادے سے جا

بڑے حسن اور روپ کا ہے جوان
ڈہنکتا ہے وہ مثل شیر ژیان

تامل مجھے جو خبر مین ہوا
تو رنجور کوڑے سے مجکو کیا

یہ کہہ اور غصہ سے تیور چڑھا
یکایک وہ ڈیوڑھی سے باہر ہوا

نظر بھر کے دیکھا جو اوسکا جمال
گیا بھول غصہ ہوا خوش کمال

یہ بولا کہ مین ہون مسافر یہان
لگا پائنتے کے سرہانے وہان

سو دلمین مکان کا ارادہ ہے کر
قدمبوس ہونیکو آیا ادھر

کہا خوب بہتر مین ہمراہ ہون
جدھر حکم ہوا اوس طرف کو چلون

ہوا جبکہ شہزادہ پیدل روان
تو دلمین یہ سوچی کہ اب دل یہان

کہا شاہزادے سے اے نامدار
مین پیدل چلون آپ ہوئین سوار

وہ بولا کہ ایصاحب ذیشعور
ہوا شاہزادہ بہی فوراً سوار
ہوئے اوسکے پیچہے یہ دونو دلبر
تب اس مہجبین نے یہان طیش کہا
جب آہو کا یہ حال آیا نظر
پہری جب وہ پیچہے یہ دونو جوان
کہا شاہزادے نے ای نوجوان
ہوا دلمین ہے یہ اندوہ گین
پہر اسوار دل اودہ نے پہار گئے
کہا شاہزادے نے پہر ای جوان
یہ بولے کہ کیا غم ہے ای شہسوار
مگر یہ بتاؤ کہ ای مہربان
کہا کل میرے پاس اک گوجری
یہ بولے کہ اوس گوجری کا مکان
کہا وصل کیونکر ہوا اوس سے جوان
جو حاضر ہے وہ تو نشیجان کیجئے
یہ سنکے خاموش یہ ہو رہی
یہ تجویز کرکے کہا مہربان
یہ سن شاہزادے نے کہینچی لگام
کہا شاہزادے سے ہان خوب ہے
یہ کہکے گہوڑے کے چابک لگا
کہا رازِ بستہ کا اسکے یہ حال
اور آج اسطرح کا حسین یہ جوان
چہبیلی کے گہر گئے داخل ہوا

تکلف محبت مین کیا ہے ضرور
چلے ملکے پہر دونو بہر شکار
کئے تیر دونو نے اوسپر روان
کمان سے پہر اک تیر راہی کیا
پہرے دونو گہوڑے سے نیچے اوتر
لگا کانٹا کہین پانون میں ناگہان
لگا تیر کانٹا مین یکہون کہان
کہا کیا لگاؤن دوا مہ جبین
وہین اپنا رومال باندہا اوسے
یہ کانٹا لگا جو ہے ناگہان
جو ہو مرضی پاک پروردگار
یہان پر ہو مسکن گزین تم کہان
نہایت طرحدار شکل پری
میرے گہر کے ہی پاس ای مہربان
کہا آؤ کل تم ہمارے یہان
تکلف کو اسمین نہ رہ دیجئے
کہ پہچانا مجکو نہ اسنے ابہی
تمہارا یہ گہوڑا ہی کیسا رواں
کیا اپنی رہوار کو تیز گام
مجہے جانور الیسا مرغوب ہے
اور اوس جگہ سے وہ نکلی صبا
مشوش ہوا اونکے دلمین کمال
روان ہو گیا دیکہے دم ناگہان
وہ بولی کہان تہی مرے مہ لقا

کہ آہے مین جاکر لئے راہ ہوا
ہوا ایک جنگل مین اونکا گذر
نشانے سے باہر پڑے دونو تیر
وہ جاکے اوسکے لگا جب وہان
وہان شاہزادے نے جلدی سے جا
چہپا اس جوان کے جو ہمراہ تہا
اوٹہا پانون کو ہاتہ مین لے لیا
وہ بولے کہ پکڑا ذرا پہاڑ کر
ہوئے پہر وہ گہوڑے پر دونو سوار
کہون کیا طبیعت جو غمناک ہی
کہا تم سے صحبت ہے ای نوجوان
کہا غرض کی تہی یہ مینے وہین
دہی بیچنے لائی تہی ای جوان
کہا اوسکا کیا حسن اور ناز ہے
کہا خوب وہ بہتر ہے ای مہربان
سرِ شام پہر آئے ہم ہو سوار
مناسب ہے یہان سے جدا ہو چلو
ذرا اسکو جولان تو اب کیجئے
دکہایا اوسے سب نشیب و فراز
بس اب بادپا کو مرے دیکہئے
ہوئے آکے داخل محل مین یہان
کہا دل سے کل گوجری خوش خصال
گہڑی پہر تلک خوب کی جستجو
کہا کیا کہین اسکا جو حال ہے

ہوا آکے حاضر برائے شکار
اک آہو پڑا سامنے ہے نظر
ہوا چوکڑی بہر کے وہ راہ گیر
تو زخمی ہوا آہوئے خستہ جان
اور اوسے ذبح کرکے لے آیا اوٹہا
گیا بیٹہ اوسی جا پہ وہ مہ لقا
چہپا تہا جو کانٹا وہ باہر کیا
مرے پانون کو باندہ دو جلد تر
چلے جانب شہر کرکے شکار
تردد سے سینہ میرا چاک ہے
خوشی دلکو جو ہو کرون کیا بیان
سراپا نتے مین ہو مسکن گزین
وہ مسکن بتاتی تہی اپنا وہان
یہ بولی کہ با خلق دستار ہے
کرم کیجئے آج میرے یہان
چلینگے یہ سیر ای گلعذار
بہلا کس لئے آپ مطعون ہو
مرے اسپ کی سیر پہر دیکہئے
یہ سمجہا کہ اسمین چہپا کیا ہے راز
کہ کسطرح کی اسمین لا جا ہے یہ
رہا شاہزادہ وہان ہیجان
دہی لیکے آئی تہی اہل جمال
پہر آخر وہان سے وہ مایوس ہو
کیا درد فرقت نے پامال ہے

پھر اوس سے کیا حال سارا بیان
نہاں راز اوسنے کیا سب عیان

کہا تب چنبیلی نے اے نامدار
کرو رنج اسکا نہ تم زینہار

پسر اگر ہے تمہیں سیم و زر
بہت ایسے آئینگے پیش نظر

مگر گل سے یہ کیا تمہیں ہو گیا
حسین جسکو دیکھا ہوے مبتلا

کہا شاہزادے نے اے جانجان
کہیں ہاتھ آتے ہیں ایسے جوان

طلب مانگتا مجھسے وہ جسقدر
فزون اوس سے دیتا اوسے سیم و زر

مگر کیجے کیا کہ وہ ناگہان
بغیر از کہے ہو گیا بس روان

داستان بیان حال کرنا بچتر کنور کا شاہزادے سے اور چار نگہہ ہونا اوسکا اوسے

کہاں تک کروں ضبط غم ساقیا
سہوں دل پہ رنج و تعب تا کجا

لبالب بھر کے ساغر مئے سرخ کا
پلا جلد بہر خدا ساقیا

کہ نشہ میں یہ حیا کا اوٹھا
کہوں حال دل اپنا اب برملا

چھپا برج مغرب میں جب آفتاب
محل میں در آیا وہ خانہ خراب

تو عادت سے اپنے وہ جوگا نہیں
کیا تب انکھوں کو لپنے وہین

پکڑ ہاتہہ ناظر کا جلد اسسے آ
پلنگ پر گیا لیٹ وہ مہ لقا

کیا دل سے اپنے یہ دل میں خیال
کہ ہے ایک مدت سے میرا یہ حال

کہیگی یہ دلمیں بھی مہ جبین
کہ ہوتا اگر درد اسکے کہیں

تو کرتا کسی روز تو آہ آہ
یونہیں باندہے بیٹھی ہی یہ خوامخواہ

مناسب ہے کچھ ایسے حیلہ کرون
دم سرد اسوقت ویسے بہرون

تصور یہ کر کے وہ تنگ قمر
لگے لینے کروٹ ادہر اور ادہر

بہانہ سے کہتا تہا ہے ہے خدا
نجات اس بلا سے ملیگی کیا

ادہر سے وہ کر کے جو آئی سنگار
تو دیکھا کہ ناحق ہی یہ بیقرار

پلنگ پر ہی لیٹ چپکے سے جا
لگی خود بھی کہنے کہ ہی ہی خدا

ارے بانو تمہیں آج ہوتا ہی درد
عجب کیا جو ہو جاؤں اس غم سے سرد

تپک ہی ہے بانو تمہیں اسطرح
لگے تیر کاری کہیں جسطرح

یہ سن شاہزادے کو آیا خیال
مری نقل کرتی ہی یہ خوش خصال

بہت اپنے دلمیں پشیمان ہوا
خفا ہو کے بولا کہ بکتی ہی کیا

کیا مجکو انکھوں نے خستہ حال
تجھے درد یا کیوں ہوا بد خصال

بہلا فرش گل پر ہو جس دلکی جا
کرے درد پیرا وسکا کیونکر بہلا

کہا اسنے میری بھی سنئے ذری
بہت تونے انکھیں دکہائیں ابہی

دہان چلکے ہوتا ہی کیونکر شکار
بتاؤ مجھے جلد ای شہسوار

بیان راتکو درد ہاتھونکو سیر
محبت ہے غیروں سے اور ہمسے بیر

یہ سن شاہزادی نے اوسکے کلام
کہا ہنسکے اوسنے کہ ای نیکنام

جواب اسکا دو جلد ای دلربا
تیرے ہاتہون مین درد کیونکر ہوا

کہاں تک زبان سے کروں میں بیان
عیان ہے کہ ہمراہ جان جہان

ہرن کا کیا جبکہ مینے شکار
تمہین یاد ہوگا ای تاجدار

وہاں پانو مین میرے کانٹا لگا
تمہین نے اوسے کھینچ باہر کیا

وہی درد کرتا ہی اے میرجان
اوسیکا مرے دلمین غم ہے نہان

گئی تھی جوان بنکے مین نوجوان
وہی گوجری ہوں میں ای دلستان

ذرا کھول کر آنکھ تو دیکھئے
تردد نہ اب دلمین کچھ کیجئے

کروگے جو اس عقل سے انتظام
تو یہ ملک پامال ہوگا تمام

کہا شاہزادے نے ای گلعذار
توہی تھی مرے ساتھہ مردانہ وار

کہا ہاں تمہیں تھی جمیل العزیز
ہوئی مرد و زن کی نہ تمکو تمیز

کہا گوجری بھی توہی تھی نہی
کہا ہاں تمہین ہو وہ مرد سہی

کہا کچھہ نشانی ہی اے مہ جمال
کہا ہاں جواہر ہی اے خوش خصال

کہا خیر لاؤ اوسے اب یہان
کہا دیکھہ تو یہ وہی ہے وہی
یہ بولی کہ الغیاث ذی شعور
سُن اسباب کو پھر وہ سرگردان
کہ آنکھونمین میری کچھہ آئے ضرر
اگر ایک پھوٹے گی تو دوسری
کیا آنکھہ کو کھول اوسنے خیال
اوسے دیکھتا تہا یہ لیٹا ہوا
دیا دونو آنکھونکو پھر اوسنے کھول
وہ بولی کہ سنئے ذرا مہربان
کہ وہ مدعی جان نثار حضور
تردد اگر اسمین کچھہ بھی ہوا
یہ سنکر کے شہزادہ چپ ہو رہا

مین دیکھون تو وہ کیا ہی امیر جان
لیا تمنے تہا جسکے بدلے وہی
تردد نہین اسمین کچھہ بھی ضرور
لگا سوچنے دلمین بے ایمان
اسے دیکھتے ہی ہے پیدا خطر
رہیگی مرا آنکھہ کی روشنی
تو دیکھا کہ یہ تو ہمارا ہی مال
کہڑی سامنے آ ہوئی مہ لقا
طبیعت کے منزنمین جو اپنے بول
کٹاری کمر مین ہی میرے نہان
جلایا ہے جسنے مجھے بے قصور
دم صبح دیکھوگے مجکو ہوا
گیا بیٹھہ اپنے پلنگ پر وہ آ
غرض رات تو وہ الم مین کٹی

یہ سنکر کے جلد لیئے وہ نونہال
اوسی شاہزادے نے پھر اوسنے لے
مرے سمت سے پیٹھہ کو موڑ کر
کہا دلمین اس ہار کو دیکھہ لو
تصور یہ پھر دلمین سے آ گیا
غرض بات یہ دلمین وہ ٹہانکر
جو اوس روز تہا گوجری کو دیا
دو چار آنکھین دونو کی جب ہو گئین
اوٹھا بیقرار ہی سے پھر مہ لقا
اگرچہ تہا ہی خادم کنیز آپکی
اوسے حکم ہو جاے گر قتل کا
گنہگاریکو مین پیٹ مین مار کر
کہانی نے دے صبح تو اے صنم
گھڑی جو کٹی درد و غم مین کٹی

وہ مالا جو لائی تہی لائی نکال
لگا دیکھنے بہالنے ہاتہہ سے
اسے آنکھہ سے دیکھہ لو اک نظر
مگر پھر یہ سوچا کہ ایسا نہو
کہ اک آنکھہ سے دیکھہ لون مین بھلا
وہین اسکے جانب سے منہہ موڑ کر
خداوند کیا ہی یہ ماجرا
تو دیکھا عجب حسن ہے نازنین
یہ چاہا گلے سے اسے لون لگا
پر اک بات سن لیجئے اب مری
تو نکلیگا صاحب کا بھی مدعا
جہان سے گذر جاؤنگی بے خطر
مٹاؤنگا دلسے تیرے رنج و غم

داستان دربار عام کرنا شاہزادیکا اور سزا پانا چنبیلی کا

براہ عنایت مجہے ساقیا
نمایان ہوا جبکہ روئے سحر
کرینگے جلوس آج اپنا حضور
لگے ہونے آکر حاضر وہان پر تمام
یہ سنکر رمن شاہ فرخ سیر
بھرا دلمین غصہ جو تہا رات کا
کہا دیکھئے کون ہو مبتلا
کہا چوبدار و نسے تم جلد تر

برانڈیکا اک جام بھر کے پلا
کہا شاہزادے نے ہان جلد تر
کرے حاضر یہان نہ کوئی قصور
کچہری کو آکر دیا انتظام
ہوا اپنی مسند پر آ جلوہ گر
قیامت کا اوسوقت تہا سامنا
گرفتار رنج و الم مین دلا
پکڑ کر چنبیلی کو لاؤ ادہر

کرشتے دئے غم کا سامان جہان
حضور مین حاضر ہون سب خاص و عام
ہوئی سبکو اس حکم کی جب خبر
ہوئی عرض حاضر ہین سب جان نثار
جو حاضر تہی مجرئیکو وہان خاص و عام
جو دیکھا تو پہرونے چہرے کا ڈہنگ
ادہر فکر مین سب تہے مبتلا
غرض چوبدار ایک دوڑا گیا

ذرا چلکے دیکھون وہان کیا سمان
کہ ہے کس سے دشمن دلسے اب انتقام
اراکین لٹکے تہے جسقدر
قدمبوسی حضرت کے امیدوار
لیا حسب دستور سبکا سلام
کہ تبدیل ہے شاہزادیکا رنگ
ادہر شاہزادی نے گردن اوٹھا
اوسے لا حضور مین حاضر کیا

ارادہ کیا اوسنے پہونچی قریب
سوا اوسکے رانی ہے اب مدعی
کہا اسکی تجویز کیا ہو سزا
اوڑے اوسکے قالب سے ہوش و حواس
میری عرض یہ ایک سُن لیجیے
وزیروں نے دیکھا جو یہ ماجرا
کہا خیر بہتر ہے کہتی ہے کیا
سو یہ بات میری تھی اوسکے تلک
نہیں تو میرا کیا یہ مقدور تھا
یہ سنکر وہ شہزادہ خوش خصال
وزیروں نے بھی حکم اوسپر کیا
محل کا جو ناظر تھا اوسکا کھڑا
سُنا جبکہ رانی نے اوسکا یہ حال
تو اسکو سزا اسطرح دیجیے
نہیں میرا مرنا کرو تم قبول
کہا شاہزادے نے اوس سے کہو
دیا حکم جلاد کو پہر بُلا
گڑہا کھود کے نصف گاڑو اُسے
کرے تا کوئی پہر نہ ایسا قصور
یہ غل شہر میں پہر بہت سا ہوا
کھڑا تھا جہاں وہ وہاں رہ گیا

کہا شاہزادی نے او بدنصیب
کہ جسکے لیے تو نے یہ بات کی
کہ اسنے بڑا جعل ہمسے کیا
ہوا چار جانب سے اوسکو ہراس
پہر آگے جو منظور ہو کیجیے
زمین ادب چوم کر یہ کہا
بیان کر اوسکے جلد اے بیسوا
مددگار میرا تھا جب تک فلک
کہ یوں جعل کرتی حضور میں آ
ہوا اپنے دل میں مشوش کمال
کہا اسکے خاطر یہی ہے سزا
درون محل سُنکے دوڑا گیا
ہوئی مثل آتش کے غصہ سے لال
کہ جیسے لگی آگ لگی بجھے
تردد بھی اسمیں عبث ہے فضول
کہ دلمیں مشوش نہ تم اب ہو
کہ کھمبا کرو گرم لوہے کا جا
کہ عبرت ہو دیکھے سے سبکو جسے
یہ قصہ ہو مشہور تا دور دور
رہی شہ کو بہی آج غصہ بڑا
جو باہر تھا اندر نہ پہر جا سکا
یہاں کا تو قصہ یہ چھوٹا یہاں

تہا اب سزا اوسکی کیا دوں تجہے
یہ کہکر مخاطب ہوا پہر ادہر
چنبیلی نے جو یہ سنا ماجرا
لگی عرض کرنے کہ ای نامدار
یہ بولا سُنی ہمنے تیری مرام
مناسب ہے اسکی یہی سن لیجیے
کہا عرض خدمت میں ہے یہ حضور
میرے حال پر لطف کی ہی نظر
اب اسنے جو کچھ کیا ہے بُرا
ترحم جو اوسپر اوسی آگیا
اسے شہر دہلی سے دیجے نکال
کہا جا کے رانی سے یہ ماجرا
کہا جا یہ کہدو کہ اے نامور
ستون آگ سے لال کروا دئے
سُنا جبکہ ناظر نے یہ ماجرا
سزا ہو گئی اسکی یہاں سے وہی
اسے آ کے مضبوط پہر باندہنا
کرو تیر پہرا اوسپہ ایسے اوڑان
دیا حکم اوسنے جو یہ ایکبار
کرون اہل محفل کا کیا میں بیان
اودہر اوسکو جلاد نے جلد جا
اب آگے سنو جشن کی داستان

دیا ہے جو تو نے فریب اب مجہے
ارا کین دولت سے حاضر جو ہیں
کہا دل سے کیا حشر برپا ہوا
جہاں میں ہے تو سدا ان پر قرار
مگر مجھسے آ بیجا تو کلام
سزا پہر تو آخر ہے دینا اسے
کہ مجھسے ہوا فی التحقیق قصور
میرا دہیان تہا آپکو سر بسر
سو اوسکا عوض یہ خدا نے لیا
تو اسکو سنکے چپ ہو رہا
قدم پہر نہ رکھے یہاں بد خصال
جو گذرا چنبیلی یہ تہا سانحہ
میری زندگی ہے جو مد نظر
بدن اسکا تیروں سے چہدوا دے
گزارش کیا شاہزادے سے جا
جو منظور تمکو ہے سرو سہی
یہی جعل کی ہے سرا سر سزا
کہ دنیا سے جاتے گذر یہ جوان
زمیں کیا فلک کو ہوا انتشار
کسی کے نہ تہیں تہی اوس وقت جا
بحکم خداوندی وہ سزا

داستان ترتیب جشن کرنا بکٹ کنور کا اور وصال ہونا شاہزادے سے

بند ہا پھر تو معمول اوسکا مدام
مقرر کیا اوسکو دربار عام
سر شام سے پھر وہ رشک قمر
شب وصل کرتا تھا اوس سے بسر

ہوئے شاد بہراد سب خاص و عام
لگے چلنے دورہ میں عشرت کے جام
غریب اب کرو شکر پروردگار
کہانی ہوئی خوب یہ دلفگار

مراد اوسکی پوری ہوئی جسطرح
الٰہی بھر آئے سبکے دل اوسطرح
میری بھی دعا ہو الٰہی قبول
برائے علی اور آل رسولؐ

مراد دلی سے ہوں مومن کامیاب
دعا یہ مری جلد ہو مستجاب
اور اسکے سوا اس کہانی کو جو
پڑھے یا سُنے اوسکا دل شاد ہو

رکھے شاد اوسکو جہاں میں خدا
طفیل پنجتن پاک زین العبا
ہے اب التماس یہ بھی التجا
کہ دیکھیں بچشم عنایت ذرا

کریں نظم پر کچھ نہ اسکے نظر
مرکب خطا سے ہے ہر ایک بشر
کرے جو کوئی سیر بھی ایکبار
دعا سے وہ رکھے مجھے یادگار

کہ اونکی عنایت سے مجھکو خدا
کرے عفو عصیاں بروز جزا

تمام شد

تاریخ خاتمہ کتاب طبعزاد مولف مسمی تاج بہادر عرف لالہ ہند بخش متخلص غریب خلف منشی عالم چند ساکن تمامکوہ مندر

بہ اردو بفضل خدا نظم شد
عجب دلکشا دلستان دلفریب
غریب اینچنین سال فصلی نوشت
غریب النسا داستان دلفریب
سنہ ۱۲۷۶ فصلی

تاریخ طبعزاد شاعر سخن سنج ذی شعور لالہ جوگل کشور صاحب متخلص بہ ظہور

غریب سخنداں نے پیدا کیا ہے
کلام غریب سخنداں جو دیکھا
ظہور اب تقارب میں تاریخ لکھو
غریب النسا میں بہار رنگ کیا ہے
بیاں میں فصاحت ہے بندش صفا ہے
گلو ہمیں میرا بلبل دل کا ہے
گلستاں مضامینکا ہر گل رنگیں نیا ہے
کہا باغبان قضا و قدر نے
لکہا مصرعہ سال برجستہ یہ
نہال سخن خوب پہولا پہلا ہے
رم فلک مجھسے یہ غنچہ کہلا ہے
عجب نظم دلکش غریب النسا ہے
سنہ ۱۲۶۸

تاریخ طبعزاد شاعر بےمثال سراپا کمال کنور جنیدی سہائی صاحب متخلص بہ نہال خلف راجہ جیالال بہادر

غریب النسا مثنوی غریب
منور فلک سے جی گویا نزول
سال تاریخ داری نہال
بگو قصۂ دلپذیر و قبول
سنہ ۱۲۸۵ ہجری

تاریخ طبعزاد شاعر سخنور لالہ بنسی دہر صاحب متخلص بہ ہمت

قصہ دلچسپ چون نظم نمود غریب
گشت نظارہ اش آنجا جانہا فدا
خواہش سالش نمود ہمت ز عقل
گفت دل و جان فریب غریب النسا
سنہ ۱۲۸۵ ھ

تاریخ طبع کتاب طبعزاد لالہ لال بہادر خلف لالہ مانکچند صاحب

خوش نظم غریب دلفریب است
شد طبع عجیب داستان خوش
سال او جست چون بہادر
گفتا ہاتف چہ خوب مرغوب

تاریخ طبعزاد شاعر جادو بیان منشی شنکر دیال متخلص بہ فرحت

پڑھا جس نے اسے بیساختہ خوش ہو کے بول اٹھا | چھبیلی کی حکایت عمدہ و زیبا رنگیلی ہے
سن تاریخ ہجری کی جو تجھ کو فکر ہے فرحت | رقم کر یہ عروس مثنوی نادر چھبیلی ہے

سنہ ۱۲[illegible] ہجری

تاریخ طبع کتاب از شاعر ذی استعداد لالہ رام پرشاد صاحب عامل

نسخہ یہہ چھپا ہے عمدہ و صاف | ہے اہل نظر کو عالم عشق
عامل نے لکھا یہ سال تاریخ | نسخہ چھپا یا نفیس و دلکش

قسمت

سنہ ۱۲[illegible] ہجری

تاریخ تصنیف مناجات شاعر ذی شعور لالہ جوگل کشور صاحب متخلص بہ ظہور

چہ نادر مناجات کردہ بیان | ظہور نکو شاعر نکتہ دان
پے سال او فکر کردہ غریب | ندا آمد از آسمان ناگہان
کہ گردید مشہور در خاص و عام | ستد ہذا از دل و جان ہمہ مدح خوان
بگو سال او از سر انبساط | کشائندہ مشکلات زمان

سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ بنائے مندر بھوانی جی جناب فیضماب کرشن راو صاحب نائب صوبہ ارجنگ گڈھ

رئیس صاحب دولت کرشن راو نائب | کہ ہست صوبہ ارجنگ گڈہ بفرمان
غریب کرد چنان سال عیسوی تحریر | بنا نمود چہ خوش آستان دیبی
کہ خوش نصیب بھوانی نشستہ بگہیان | کہ شاد بر سر تختش درگا جشن ایمان

سنہ ۱۸۶۹ ع

ایضاً

بنا نمود رئیس کرشن راو نائب | عجیب جنت چشمہ شیرین چہ خوش تماشا
غریب عیسوی سالش ز حرف معجم گفت | جہان ز چشمہ فیضش لبشد دل سیراب

سنہ ۱۸۶۹ ع

تاریخ بنائے شیوالہ لالہ جگناتھ صاحب خلف راجہ کاشی پرشاد معصوم واقع تماکو منڈی

نمودہ چون بنا لالہ جگناتھ | شیوالہ در تماکو مندری خوب
سن سالش غریب از حرف منقوط | نصب کردہ در و مورت مہادیو
نوشتہ از دل آرام اینچنین خوب | چہ مورت نادر و زیبا خوش اسلوب
مبارک جشن پرستہا باد باد | بنا شد این عجب استہان مرغوب

سنہ ۱۸۷۰ ع